نبی کریمؐ بحیثیت داعی الی اللہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم منصب بطور نبی اور رسول کے یہ تھا کہ آپؐ اللہ کے حکم کے مطابق بنی نوع انسان کو خدا کی طرف بلائیں۔ قرآن شریف میں آپؐ کا یہ مقام ''دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ'' (الاحزاب:47) بیان کیا گیا ہے۔

آپؐ ہی کائنات کے وہ بہترین وجود تھے جنہوں نے محض دنیا کو خدا کی طرف بلایا ہی نہیں بلکہ خدا کے حکموں پر خود عمل کر کے بھی دکھا دیا اور ثابت کیا کہ آپؐ ہی سب سے بڑھ کر خدا کے فرمانبردار ہیں۔

آپؐ ہی تھے جنہوں نے بَلِّغْ (یعنی پیغام پہنچادو) کے حکم کی تعمیل میں حق تبلیغ ادا کر کے دکھایا۔ آپ نے مخفی طور پر بھی دعوت الی اللہ کی اور اعلانیہ بھی۔ دن کے وقت بھی دنیا کو خدا کی طرف بلایا اور رات کو بھی۔ بنی نوع انسان کا گہرا درد آپ کے سینہ میں موجزن تھا جس کی بناء پر آپؐ ہر کس و ناکس کو اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ آپؐ نے غرباء اور فقراء کو بھی پیغام پہنچایا۔ بادشاہوں اور امراء کو بھی دعوت حق دی۔ ان کی طاقت وسطوت شاہانہ سے کبھی مرعوب نہیں ہوئے۔

ہمیشہ قرآنی تعلیم کی تبلیغ حکمت اور استقلال کے ساتھ فرماتے رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں دعوت الی اللہ کا جو درد تھا اور دنیا کی ہدایت کی جو فکر تھی اس کا اندازہ آپؐ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے کہ ''لوگو! میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (روشنی کی خاطر) آگ جلائی۔ پروانے اور کیڑے مکوڑے اس پر آ آ کر گرنے لگے۔ وہ انہیں پرے ہٹاتا ہے مگر وہ باز نہیں آتے اور اس میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ میں بھی تمہاری کمر سے پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ میں گرنے سے بچانا چاہتا ہوں اور تم ہو کہ دیوانہ وار اس آگ کی طرف بھاگے چلے جاتے ہو۔ (بخاری) [1]

خدا کا پیغام پہنچانے کی خاطر رسول اللہؐ نے حکمت کی تمام راہیں اختیار کیں۔ ہمیشہ نرم زبان استعمال کی۔ عمدہ نصیحت کے ذریعہ دنیا کو اسلام کے حسین پیغام کی طرف بلایا۔ بشارتیں اور خوشخبریاں دے کر بھی دعوت دی اور عذاب الٰہی سے ہوشیار کر کے اور ڈرا کر بھی دنیا کو متنبہّ کیا مگر ہمیشہ تواضع اور عاجزی کی راہ اختیار کرتے ہوئے اتمام حجت کیا۔

آپ کی ایک حکمت عملی یہ تھی کہ مشترک قدروں سے بات کا آغاز فرماتے۔ ہمیشہ توحید کا پیغام مقدم رکھتے تھے۔ جہاں ضروری ہوتا تالیف قلب کے ذریعہ بھی تبلیغ کا حق ادا کرتے۔ اس راہ میں آپؐ نے دکھ بھی سہے، تکالیف بھی برداشت کیں۔ مارے پیٹے بھی گئے اور گالیاں بھی سنیں مگر ہمیشہ صبر کیا اور کمال استقامت کے ساتھ اپنی بعثت کے دن سے لے کر اس دن تک کہ دنیا سے

کوچ فرمایا خدا کا پیغام پہنچانے میں کبھی سست ہوئے نہ ماندہ۔

آپؐ حسب حکم الٰہی سخت معاند مشرکوں سے اور جاہلوں سے اعراض فرماتے تھے۔حتّی الوسع بحث و جدال کی مجالس سے بچتے تھے۔اگر مباحثہ کی نوبت آ ہی جائے تو نہایت عمدگی اور حکمت سے احسن طریق پر بحث کی تعلیم دیتے تھے۔سوائے اس کے کہ مدمقابل زیادتی پر اتر آئے،سخت جواب سے پرہیز کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پیغام پہنچا کر اتمام حجت کرنا ضروری سمجھتے تھے۔کبھی پیچھے پڑ کر بات منوانے کی کوشش نہیں فرمائی۔فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبلغ (یعنی پیغام پہنچانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔سختی کرنے والا نہیں بنایا۔(مسلم)[2]

اپنے زیر دعوت لوگوں کے لئے بھی دعا کرتے تھے اور اپنی مدد و نصرت کیلئے معاون و نصیر تیار ہونے کی دعائیں بھی۔ایسے داعیان الی اللہ تیار کرنے کی سعی فرماتے تھے جو آپؐ کی صحبت و تربیت سے فیض یاب ہونے کے بعد آگے جا کر دعوت اسلام بھی کریں اور مزید داعی الی اللہ بھی بنائیں۔

مخفی اور انفرادی تبلیغ

دعوت الی اللہ کا ایک بنیادی اصول حکمت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیمانہ رنگ میں دعوت الی اللہ کا بہترین نمونہ ہمیں دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر آپ کی رہنمائی فرمائی اور دعوت الی اللہ کیلئے اعلیٰ حکمتیں تعلیم فرمائیں

اور آپؐ نے ان پر عمل کر کے دکھا دیا۔آپؐ کے اخلاق و کردار عین قرآن کے مطابق تھے۔ چنانچہ ابتدائی زمانہ میں پیغام حق پہنچانے میں جو حکمتیں بطور خاص ملحوظ رکھی گئیں ان میں اولین حکمت مخفی انفرادی تبلیغ ہے۔یعنی دعویٰ نبوت کے ابتدائی تین سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عملی نمونہ سے نیز مخفی اور انفرادی طور پر تبلیغ فرماتے رہے جس کے نتیجہ میں آپ کے افراد خانہ حضرت خدیجہؓ،حضرت علیؓ اور قریبی تعلق والوں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کرلیا۔

اس زمانہ کا کچھ حال اسماعیلؓ بن ایاسؓ اپنے دادا عفیفؓ سے یوں بیان کرتے ہیں کہ میں تاجر آدمی تھا حج کے زمانہ میں منٰی آیا۔عباس بن مطلب بھی تاجر تھے۔ان کے پاس کچھ خرید وفروخت کے لئے آیا۔میرے وہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے خیمہ سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کردی۔ پھر ایک عورت اور ایک بچہ بھی اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ میں نے عباسؓ سے پوچھا کہ یہ کون سا دین ہے۔ہمیں تو اس کی کچھ خبر نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ محمدؐ بن عبداللہ ہیں جن کا دعوی ہے کہ اللہ نے ان کو بھیجا ہے اور یہ کہ قیصرو کسریٰ کے خزانے ان کے ہاتھ پر فتح ہوں گے۔ساتھ ان کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہیں جو آپ پر ایمان لے آئی ہیں۔ یہ لڑکا ان کا چچا زاد علی بن ابی طالب ہے جو آپ پر ایمان لایا ہے۔عفیف کہا کرتے تھے کاش اس وقت میں ایمان لے آتا تو میرا تیسرا نمبر ہوتا۔(بیہقی)[3] مگر یہ سعادت حضرت ابوبکرؓ کو عطا

ہونی تھی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کے حق میں خود تائید ونصرت کی ہوائیں چلاتا اور ان کی تنہائی کے زمانہ کی دعائیں قبول فرماتے ہوئے انہیں مضبوط معاون و مددگار عطا فرماتا ہے۔ اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ جیسی سعید روح کے دل میں اسلام کی جستجو پیدا کر دی اور انہوں نے خود آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ کی نسبت پوچھا تو آپؐ نے قریبی دوستی کے تعلق کے حوالہ سے ان پر معاملہ کھول دیا۔

دعوت الی اللہ کا پہلا شیریں پھل

ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو پوچھا کہ اے محمد! قریش کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیا اور ان کو بے وقوف ٹھہرا کر ان کے باپ دادا کو کافر قرار دیا۔ کیا یہ درست ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں میں اللہ کا رسول اور اس کا نبی ہوں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کا پیغام پہنچاؤں اور اللہ کی طرف حق کے ساتھ دعوت دوں اور خدا کی قسم یہی حق ہے۔ اے ابوبکر! میں آپ کو خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس خدا کی اطاعت کی خاطر ہماری دوستی ہونی چاہئے۔ پھر حضورؐ نے کچھ قرآن بھی ابوبکر کو سنایا۔ ابوبکرؓ نے اسلام قبول کرلیا اور بتوں سے بیزاری ظاہر کر کے اُنکا انکار کیا۔ یوں ابوبکرؓ

اسلام قبول کر کے لوٹے۔

حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہؐ سے آپ کے دعویٰ کے لئے کوئی دلیل نہیں لی۔اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسے بھی میں نے اسلام کی طرف دعوت دی، اسے ایک دھچکا سا لگا۔ اسلام قبول کرنے میں تردّد ہوا اور وہ سوچ میں پڑ گیا سوائے ابوبکرؓ کے کہ انہوں نے فوراً میری دعوت قبول کر لی اور ذرہ برابر بھی تردّد نہیں کیا۔(بیھقی) [4]

مولانا روم نے کیا خوب کہا ہے

لیک آں صدیق حق معجز نخواست
گفت ایں رو خود نہ گوید غیر راست

یعنی صدیق اکبر نے رسول اللہؐ سے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا تھا اور یہی کہا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں۔

اس دوران رسول اللہؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بھی اپنے آقا و مولیٰ کا دین قبول کر چکے تھے۔اب قافلۂ اسلام میں چار افراد ہو چکے تھے۔ اعلانیہ تبلیغ کا سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔

تبلیغ میں تدریج

عمرو بن عنبسہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں مکّہ آیا۔اس وقت رسول اللہؐ نے ابھی رسالت کا اعلان عام نہیں

فرمایا تھا۔ میں نے آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ نبی کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے۔آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا تعلیم دے کر بھیجا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ بتوں کو توڑا جائے اور رحمی رشتوں کے حق ادا کئے جائیں۔ میں نے کہا یہ تو بہت اچھی تعلیم ہے۔اسے کتنے لوگوں نے قبول کیا ہے۔آپ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام (یعنی ابوبکر اور زیدؓ) (اس جگہ حضور نے صرف گھر سے باہر کے مردوں کا ذکر کیا ہے) گھر کی عورت خدیجہؓ اور بچے علیؓ کا ذکر نہیں فرمایا۔

عمروؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ وہ کہتے تھے کہ میں گویا مَردوں میں چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والا تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا میں یہاں رہ کر آپ کی پیروی کروں؟ آپؐ نے فرمایا ''نہیں تم اپنی قوم میں جا کر اس تعلیم پر عمل کرو۔ البتہ جب تمہیں میرے خروج یعنی ہجرت کا پتہ چلے پھر آ کر میری پیروی کرنا۔'' (دلائل النبوۃ) [5]

حضرت عمرو بن عنبسہؓ نے نبی کریمؐ کی اس نصیحت پر خوب عمل کیا۔ اپنے علاقہ میں رہ کر اسلام پر قائم رہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد کے زمانہ میں وہ مدینہ آ گئے اور رسول اللہؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

ابتدائی زمانے کی تبلیغ میں تدریج کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت

عائشہؓ بیان فرماتی تھیں کہ اول رسول اللہؐ پر وہ سورتیں اتریں جو مفصل کہلاتی ہیں اور جن میں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے۔ پھر جب کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے تو حلال وحرام کے احکام اترے۔ اگر رسول اللہؐ آغاز میں یہ حکم دیتے کہ زنا نہ کرو، شراب نہ پیو، چوری نہ کرو تو لوگ کہتے ہم شراب بھی نہیں چھوڑیں گے، ہم زنا بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (بخاری) [6]

آغاز میں صرف اقرار توحید ورسالت کروایا گیا۔ پھر جوں جوں احکام الٰہی اترتے گئے تدریجاً ان کی طرف دعوت دی گئی۔ پس نئے لوگوں کو اسلام کی طرف لانے میں تدریج کا اصول کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

مخفی تبلیغ

آغاز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخفی طور پر انفرادی تبلیغ فرماتے رہے، حضرت ابوبکرؓ نے بھی قبول اسلام کے بعد اپنی قوم کے قابل اعتماد افراد تک پیغامِ حق پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا اور اس میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ پھر چراغ سے چراغ روشن ہونے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ قریش کے چند نوعمر نوجوان ایمان لے آئے۔ ان اسلام قبول کرنے والوں پر آپؐ کی سیرت کی گہری چھاپ نظر آتی ہے جن میں حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت طلحہؓ بن عبداللہ شامل ہیں۔ جن کو رسول اللہؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت

دی تھی۔ان کے علاوہ حضرت بلالؓ اور کچھ اور غلام بھی اس عرصہ میں ایمان لائے۔

رشتہ داروں سے تبلیغ عام کا آغاز

تین سال بعد ارشاد ہوا۔ فَاصْدَعْ بِمَاتُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ (سورۃ الحجر:95) کہ جو حکم آپ کو دیا جاتا ہے اسے کھول کر سنا دیں اور مشرکوں سے اعراض کریں۔ساتھ ہی یہ حکیمانہ ارشاد ہوا کہ اس کا آغاز اپنے قریبی رشتہ داروں سے کیا جائے۔فرمایاوَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۔واخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الشعراء:215,216)

ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار کر اور ان مومنوں کے لئے اپنا پہلو جھکا دے جنہوں نے تیری پیروی کی ہے۔

رشتہ داروں کو تبلیغ اور پیغام حق قبول کرنے والوں سے حسن سلوک کا حکم گہری حکمت رکھتا ہے جو ایک پاکیزہ جماعت کے قیام کے لئے نہایت ضروری ہے۔اس حکم کی لفظاً تعمیل کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دفعہ اپنے رشتہ داروں کا مجمع عام کوہ صفا پر جمع کرنے کی انوکھی ترکیب یہ سوچی کہ علی الصبح صفا پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کریں۔عرب دستور کے مطابق کسی اچانک مصیبت پر مدد کے لئے اکٹھا کرنے کا یہی طریق تھا۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل

قریش کے نام لیکر انہیں آواز دی کہ اے عبدالمطلب کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد! اے قصی کی اولاد! پھر چھوٹے قبیلوں کے نام لے کر بلایا۔ پہلے تو لوگوں نے دیکھا کہ بظاہر کوئی خطرہ نہیں مگر جب دیکھا کہ محمدؐ بلا رہے ہیں تو آپ کی آواز پر کوہ صفا پر اکٹھے ہو گئے۔ جو لوگ خود نہیں آ سکتے تھے انہوں نے قاصد بھجوایا کہ دیکھیں کیا بات ہے۔ نبی کریمؐ نے کوہ صفا سے انہیں یوں مخاطب فرمایا:۔ ’’میں ایک ہوشیار کرنے والا ہوں۔ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک حملہ آور دشمن کو دیکھا ہو اور اپنے خاندان کو ہوشیار کرنے جائے مگر اسے ڈر بھی ہو کہ وہ اس کی بات نہیں مانیں گے اور وہ چلّا چلّا کر سب کو مدد کے لئے پکارنا شروع کر دے۔‘‘

اس موقع پر نبی کریمؐ نے اپنے بارے میں عزیز و اقارب کی رائے بھی حاصل کی اور فرمایا اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کے دامن سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا میری تصدیق کرو گے؟

انہوں نے کہا ’’کیوں نہیں! آپ کی بات ضرور مانیں گے کیوں کہ ہمیں آج تک آپ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔ ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا پایا ہے۔‘‘ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔‘‘

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو یہ پیغام پہنچاؤں۔ پس یاد رکھو کہ میں نہ تو تمہارے لئے دنیا کے کسی فائدہ پر اختیار

رکھتا ہوں نہ آخرت میں سے کوئی حصہ دلا سکتا ہوں، سوائے اس کے کہ تم کلمہ توحید لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کا اقرار کرلو۔ اس موقع پر ابولہب ناراض ہو کر گالیاں دیتا اُٹھ کھڑا ہوا اور مجمع بکھر گیا۔ (بخاری) [7]

دعوت طعام کے ذریعہ تبلیغ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب رشتہ داروں کو انذار کے بارہ میں ارشاد ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں ڈر پیدا ہوا۔ مجھے پتہ تھا کہ میں جب بھی اہل خاندان کو تبلیغ شروع کروں گا تو ان کی طرف سے اچھا ردعمل ظاہر نہیں ہوگا۔ کچھ عرصہ تو میں خاموش رہا اس پر جبریلؑ نے مجھے آ کر کہا کہ اگر آپ نے حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی تو آپ کا رب آپ پر بھی گرفت کرے گا۔ تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ایک دعوت طعام کا انتظام کریں جس میں بکری کے پائے کا شوربہ روٹی کے ساتھ پیش کیا جائے اور خاندان بنی مطّلب کے تمام افراد بلائے جائیں تاکہ انہیں پیغام حق پہنچایا جائے۔

حضرت علیؓ نے حسب ارشاد یہ انتظام کیا اور خاندان کے کم و بیش چالیس افراد کو دعوت دی جن میں آپ کے سارے چچا ابوطالب، حمزہؓ، عباسؓ اور ابولہب بھی شامل تھے۔ حضورؐ نے خود سالن ایک کشادہ برتن میں ڈال کر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے میں خوب برکت ڈالی اور سب نے

سیر ہو کر کھایا۔ پھر دودھ پیش کیا گیا اور اس میں بھی اتنی برکت پڑی کہ سب نے سیر ہو کر پیا۔ جب رسول کریمؐ بات شروع کرنے لگے تو آپؐ کا چچا ابولہب پہلے بول پڑا اور کہنے لگا تمہارے ساتھی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ اس پر لوگ منتشر ہو گئے۔ رسول کریمؐ اس روز اپنا پیغام پہنچا نہ سکے۔

آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس دفعہ تو یہ شخص (ابولہب) بات کرنے میں مجھ سے پہل کر گیا ہے۔ اب دوبارہ ایک دعوت طعام کا انتظام کرو جس میں چیدہ چیدہ چالیس افراد خاندان ہوں۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے دوبارہ دعوت کا انتظام کیا۔ جب سب نے کھانا کھالیا تو رسول کریمؐ نے خطاب میں فرمایا ''اے عبدالمطلب کی اولاد! خدا کی قسم! کوئی عرب نوجوان اپنی قوم کے لئے اس سے اعلیٰ اور شاندار پیغام نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا وآخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ پس تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا مددگار ہوگا اور دینی اخوت کا رشتہ میرے ساتھ جوڑے گا؟''

سب خاموش تھے۔ ایک کم سن حضرت علیؓ اٹھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں۔ مگر باقی لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ (طبری)8

دعوت عام کے حکم کے باوجود مشرکوں سے اعراض کے حکم میں بھی ایک گہری حکمت تھی۔ مقصد یہ تھا کہ جو لوگ شرک پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں ابتداءً انہیں نظر انداز کرنا قرین مصلحت ہے۔ دوسری حکمت یہ بھی ہوگی کہ مخالفت کا لاوا یکلخت نہ پھوٹے۔ تیسرے اس ارشاد میں یہ پیغام بھی مخفی تھا کہ جن نیک طبائع کو پہلے ہی توحید کی طرف میلان اور شرک سے نفرت ہے پہلے ان سے رابطے کئے جائیں۔

اسلام کا پہلا دارالتبلیغ دارارقم

حضرت ارقم بن ارقم نے گیارھویں نمبر پر اسلام قبول کیا۔ ان کا مکان مکہ میں صفا کی پہاڑی پر تھا۔ مکہ میں آغاز اسلام میں مسلمانوں کیلئے کسی مرکزی ٹھکانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت ارقمؓ نے اپنا یہ گھر پیش کر دیا جسے مسلمانوں کا پہلا مرکز بننے کی سعادت ملی۔ یہاں نبی کریمؐ ایک عرصہ تک قریش سے مخفی طور پر لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا تو اعلانیہ تبلیغ اور عبادت کا سلسلہ شروع ہوا۔ (ابن ھشام) 9

جب عام لوگوں کو دعوت حق دینی شروع کی گئی تو کچھ نوعمر اور کمزور لوگ اس پیغام کو قبول کرنے لگے اور یہ تعداد رفتہ رفتہ بڑھنے لگی۔ ابتدائی تبلیغ میں مثبت پیغام حق کی حکمت عملی کے پیش نظر اقرارِ توحید اور اللہ کی عبادت کے

ساتھ رشتہ داروں سے حسن سلوک کی تعلیم کی طرف بلایا جاتا تھا۔ اس لئے اس پر عام قریش کی طرف سے کوئی خاص مزاحمت نہ ہوتی تھی اور متحدہ مخالفت کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا۔ البتہ جب نبی کریم قریش کی مجالس کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ عبدالمطلب کے اس بیٹے پر آسمان سے کلام آتا ہے۔

اس کے بعد وہ دَور شروع ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی تبلیغ کے ساتھ بت پرستی سے منع فرمایا اور جن معبودوں کی وہ پرستش کرتے تھے، ان کے نقائص اور عیوب کھول کر بیان کرنے شروع کیئے تو مشرکین نے رسول اللہ ؐ کی مخالفت شروع کر دی۔

اس مخالفت کی دوسری بڑی وجہ سرداروں کو اپنی ریاست کا خطرہ اور قبائل قریش کی باہمی رقابت بھی تھی۔ چنانچہ مکہ کے دانشور ابوجہل نے رسول اللہؐ کے دعویٰ کو حق جاننے کے باوجود صرف اس لئے قبول نہ کیا کہ اس طرح بنو ہاشم بنو امیہ سے سبقت لے جائیں گے۔

سردار مکّہ ابوجہل کو دعوت

قریبی رشتہ داروں کو دعوت اسلام کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے **فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ** کے حکم کے تابع تبلیغ عام بھی شروع فرمائی۔ الٰہی احکامات کے نتیجہ میں آپ کا دل بہت مضبوط تھا اور بڑی دلیری اور بہادری سے

آپ نے یہ فریضہ انجام دیا اور بڑے بڑے سرداروں پر بھی اتمام حجت کر کے چھوڑا۔ ابوجہل کو انفرادی طور پر بھی تبلیغ کی کوشش کی۔

مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میری پہلی ملاقات رسول اللہؐ سے اس دن ہوئی جب میں ابوجہل کے ساتھ مکہ کی ایک گلی میں آرہا تھا کہ ہمارا سامنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ رسول اللہؐ نے ابوجہل سے کہا ''اے ابوالحکم! اللہ اور اس کے رسول کی طرف آجاؤ۔ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔'' ابوجہل کہنے لگا ''اے محمد! کیا تو ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز آئے گا یا نہیں؟ اگر تو تم یہ چاہتے ہو کہ ہم گواہی دے دیں کہ تو نے پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے تو ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ تو نے پیغام پہنچا دیا۔ ورنہ خدا کی قسم! اگر مجھے پتہ چل جائے کہ جو دعویٰ تم کرتے ہو وہ برحق ہے تو پھر بھی میں تمہاری پیروی ہرگز نہ کروں گا۔'' یہ سن کر رسول اللہؐ تو تشریف لے گئے۔

ابوجہل مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ اپنی بات میں سچا ہے لیکن اس کے جد امجد قُصیؒ کی اولاد نے کہا کہ خانہ کعبہ کے غلاف کا انتظام ہمارے پاس ہے تو ہم نے تسلیم کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ندوہ (جرگہ) یعنی مجلس شوریٰ کے انتظام پر بھی ہمارا اختیار ہے تو ہم کچھ بول نہ سکے۔ پھر انہوں نے ہمارے مد مقابل یہ دعویٰ کیا کہ عرب کے جھنڈے کے بھی ہم علمبردار ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑا، انہوں نے کہا کہ حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات ہمارے سپرد

ہیں تو ہم چپ ہو گئے۔ پھر مقابلہ آگے بڑھا تو کھلانے پلانے اور سخاوت کے میدان میں ہم نے خوب ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ہم دونوں قبیلوں کے قافلے باہم مشابہ ہو گئے یعنی ہم ان کی برابر کی ٹکر ہو گئے تو انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ ہم میں سے نبی ہے۔ خدا کی قسم! میں یہ ہرگز نہ ہونے دونگا۔ (بیہقی) 10

قریش کی متحدہ مخالفت کا آغاز

رسول کریمؐ نے جب کھل کر تبلیغ شروع کی اور بت پرستی سے منع کیا اور آپ کے ساتھ ایک جماعت اکٹھی ہونی شروع ہوگئی تو قریش کو اپنی سرداری خطرے میں نظر آنے لگی۔ وہ مشورے کرنے لگے کہ کس طرح اس نئے سلسلہ کو روکا جائے۔

ایک دن ابوجہل نے سردارانِ قریش کی مجلس میں کہا محمدؐ کا معاملہ کچھ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ تم لوگ کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کا علم رکھتا ہو اور وہ ہماری طرف سے جا کر اس سے بات کرے اور ہمیں اس کا ردّ عمل بتائے۔ اس پر ایک سردار عتبہ کہنے لگا کہ میں جادو، کہانت اور شعر سب کے بارہ میں کچھ علم رکھتا ہوں اگر اس سے متعلق کوئی بات ہے تو میں کافی ہوں۔

چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! تم بہتر ہو یا ہاشم، عبدالمطلب اور عبداللہ؟ (جو تمہارے آباء واجداد اور بزرگ تھے)

رسول اللہؐ خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا آپ ہمارے معبودوں کو کیوں

برا کہتے اور ہمارے آباؤ اجداد کو کیوں گمراہ قرار دیتے ہیں؟ اگر آپ سرداری کے خواہاں ہیں تو ہم آپ کو سردار مان لیتے ہیں۔ اگر کہیں شادی کا ارادہ ہے تو قریش کے جس گھرانہ سے کہو دس عورتیں بیاہ کر دینے کو تیار ہیں۔ اگر مال چاہئے تو اتنا مال جمع کر کے دیتے ہیں کہ آپؐ اور آپؐ کی اولاد بھی ہمیشہ کے لئے محتاجی سے محفوظ ہو جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو کر اس کی باتیں سنتے رہے۔ جب وہ سب کہہ چکا تو آپ نے سورۂ حٰم **فُصِّلَتْ** کی تلاوت فرمائی جس کے آغاز میں ذکر ہے کہ یہ رحمٰن و رحیم خدا کی طرف سے اترنے والا کلام ہے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ (حٰم السجدہ: 14) کہ میں تمہیں اس عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا عذاب عاد و ثمود کی قوم پر آیا تھا۔ عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا رحمان خدا کا واسطہ ہے آپ مجھے اور نہ ڈرائیں۔ عتبہ اس کلام کی فصاحت و بلاغت سے ایسا مرعوب اور خوفزدہ ہوا کہ وہ واپس سرداروں کے پاس نہیں گیا۔ دیر ہونے پر ابوجہل کہنے لگا کہ لگتا ہے کہ عتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ بعد میں جب ابوجہل نے اس سے اس بارہ میں پوچھا تو عتبہ نے اسے سارا واقعہ سنا کر کہا تمہیں پتہ ہے محمد جب کوئی بات کہہ دے تو وہ کبھی جھوٹی نہیں ہوتی۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ عذاب جس سے وہ ڈراتا ہے تم پر آ ہی نہ جائے۔ (ابن ھشام) 11

مخالفت کے ذریعہ تبلیغ

الٰہی سلسلوں کی مخالفت کی حیثیت بھی ایسی ہے جیسی کھیتی کے لئے کھاد۔ مشرکین مکہ کی مخالفت کے ذریعہ بھی مکہ کے گرد ونواح میں اسلام کی تبلیغ پہنچنا شروع ہوئی۔اس سلسلہ میں دو واقعات بہت اہم اور دلچسپ ہیں۔

پہلا واقعہ قبیلہ ازدشنوٴہ کے سردار ضماد کا ہے جو بیماروں کا علاج جھاڑ پھونک اور دم سے کیا کرتا تھا۔ جب وہ مکے آیا تو اس نے بعض مخالفین اسلام کو کہتے سنا کہ محمدؐ تو دیوانہ اور مجنون ہے۔ضماد نیک طبع انسان تھا۔اس کے دل میں خیال آیا کہ میں اس شخص سے ملتا ہوں۔شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر ہی اسے جنون کی بیماری سے شفا عطا فرما دے۔ضمادؓ خود بیان کرتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے محمدؐ! میں دم سے بیماروں کا علاج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر جسے چاہے شفا عطا فرماتا ہے۔کیا آپ مجھ سے علاج کرانا پسند کریں گے؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد فرمانے سے قبل حسب عادت مسنون خطبہ کے تمہیدی کلمات ہی پڑھے تھے (یہ عربی خطبہ، جمعہ وغیرہ میں پڑھا جاتا ہے) کہ انہی کلمات نے ضماد کے دل پر گہرا اثر کیا۔اس نے کہا آپؐ دوبارہ یہ کلمات مجھے سنائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پڑھا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

نَحۡمَدُہ، وَ نَسۡتَعِیۡنُہ، مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَاھَادِیَ لَہ، وَاَشۡھَدُاَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہ، لَاشَرِیۡکَ لَہ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہ، وَرَسُوۡلُہ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ہم اس کی حمد کرتے اور اس سے مدد کے طالب ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضماد کی خواہش پر تین بار یہ کلمات اُسے سنائے۔

ضماد بظاہر ایک بدوی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے فراست عطا کی تھی۔ جس پیغام کو مکہ کے دانشور ابوالحکم نے تکبر کی راہ سے ردّ کر دیا خداترس ضماد نیوہ پاکیزہ کلمات سنتے ہی بے ساختہ عرض کیا ’’ میں نے بڑے بڑے کاھنوں جادوگروں اور شاعروں کی مجالس دیکھی اور سنی ہیں مگر آج تک ایسے خوبصورت کلمات کہیں نہیں سنے جن کا اثر سمندر کی گہرائی تک ہے۔ آپ ہاتھ بڑھائیں میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔‘‘

چنانچہ وہ ضماد جو حکیم اور معالج بن کر آیا تھا اسے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے روحانی شفا عطا فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ شخص اپنے قبیلہ کا با اثر اور سمجھدار سردار ہے۔ آپؐ نے اس کی بیعت لیتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ اپنی قوم کی طرف سے بھی ان کی نمائندگی میں بیعت کرتے ہو کہ

انہیں بھی اسلام کی تعلیم پر کاربند کرو گے؟ ضماد نے کمال اعتماد سے اپنی قوم کی نیابت میں عہد بیعت باندھا۔اس غائبانہ عہد بیعت کا بھی مسلمانوں نے اتنا لحاظ کیا کہ بعد کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مہم پر بھجوائے ہوئے اسلامی دستہ کا گزر ضماد کی قوم کے پاس سے ہوا۔امیر دستہ کا جب اس قوم سے تعارف ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ان لوگوں سے کوئی چیز زبردستی تو نہیں لی گئی؟ پھر یہ معلوم ہونے پر کہ دوپہر کے کھانے کے لئے کچھ سامان لیا گیا ہے امیر لشکر نے فرمایا ’’یہ فوراً واپس کر دیا جائے کیونکہ یہ ضماد کی قوم ہے جس کی طرف سے ان کے سردار نے اسلام قبول کرنے کا اظہار کیا ہوا ہے۔‘‘ (مسلم)[12]

مکہ کے نواحی قبائل میں اسلام

رسول اللہؐ کے دعویٰ کی خبر مخالفت کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ مکہ کے اردگرد کے قبائل میں پہنچنے لگی۔شریف اور سعادت مند لوگ آپ کی دعوت پر توجہ دینے لگے۔انہیں میں سے ایک سردار اکثم بن صیفی تھے جنہوں نے دعوے کی اطلاع سن کر خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا مگر انکی قوم نے اسے روک دیا۔تب انہوں نے اپنے نمائندے حضورؐ کی خدمت میں بھجوائے جنہوں نے آ کر آپ کے دعویٰ کی بابت پوچھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔پھر انہیں آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (سورۃ النحل:91) پڑھ کر سنائی۔جو اسلام کی پاکیزہ تعلیم عدل واحسان پر مشتمل ہے۔

انہوں بار بار سن کر یہ آیات یاد کر لی۔ واپس جا کر اکثم کو آپ کی خاندانی شرافت اور پاکیزہ تعلیم کے بارہ میں بتایا جسے سن کر اکثم کہنے لگا'' اے میری قوم! یہ شخص تو نہایت اعلیٰ درجے کے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے۔ پس تم اسے ماننے میں پہل کرلو۔ کہیں پیچھے نہ رہ جاؤ۔''

چنانچہ اپنے قبیلہ کے ایک سو افراد ساتھ لے کر وہ حضورؐ سے ملاقات کیلئے روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کی وفات ہوگئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو رسول اللہؐ پر ایمان لانے کی وصیت کی اور انہیں گواہ ٹھہرایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔ (الوفاء) 13 یوں اسلام کا پیغام مکہ کے نواحی قبائل میں نفوذ کرنے لگا۔

اردگرد کے قبائل میں مخالفت کے ذریعہ پیغامِ حق

قبیلہ بنو غِفار کے ابو ذرؓ کو بھی اسی طرح اسلام کی اُڑتی ہوئی مخالفانہ خبریں پہنچیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کو تحقیق کے لئے بھجوایا اور کہا کہ جا کر اس دعویدار نبوت کا کلام سنو جس کے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں۔ بھائی نے واپس آ کر بتایا کہ وہ نبی نہایت عمدہ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور اس کا کلام شاعری سے مختلف ہے۔ ابو ذرؓ کی پھر بھی تسلی نہیں ہوئی اور وہ خود کچھ زادِ راہ لے کر تحقیق کے لئے مکہ آئے۔ پہلے تو بیت اللہ میں آ کر رسول اللہؐ کو ڈھونڈتے پھرے، کسی سے پوچھنا پسند نہ کیا۔ رات کو بیت اللہ میں ہی لیٹ گئے۔ حضرت علیؓ نے انہیں دیکھ کر بھانپ لیا کہ یہ کوئی اجنبی مسافر ہے اور انہیں اپنے ساتھ گھر لے جا کر رات

بسر کرنے کا انتظام کر دیا۔ پھر اُن کا یہی معمول ٹھہر گیا کہ دن کو خانہ کعبہ آ جاتے اور رات حضرت علیؓ کے گھر بسر کرتے۔ تیسرے دن حضرت علیؓ نے پوچھ ہی لیا کہ یہاں کیسے آنا ہوا؟ ابوذر نے صحیح راہنمائی کرنے کا پختہ عہد لے کر اپنا مقصد ظاہر کیا۔

حضرت علیؓ نے انہیں بتایا کہ محمدؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ صبح حضرت علیؓ نے انہیں نہایت خاموشی اور اخفاء کے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس پہنچا دیا۔ ابوذرؓ نے رسول اللہؐ کی گفتگو سن کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریمؐ نے ان سے فرمایا کہ اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انہیں تبلیغ کرو یہاں تک کہ میرا اگلا حکم آپ کو پہنچے۔ ابوذرؓ کہنے لگے پہلے تو میں مشرکین مکہ کے سامنے قبول اسلام کا اعلان کرونگا۔ چنانچہ بیت اللہ جا کر انہوں نے بآواز بلند پڑھا۔

اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر کفار مشتعل ہو کر انہیں مارنے کو دوڑے اور مار مار کر ادھ موَا کر دیا۔ اتنے میں حضرت عباسؓ آ گئے۔ انہوں نے قریش سے کہا۔ تمہیں پتہ ہے کہ یہ غفار قبیلہ کا آدمی ہے جو تمہارے شام کے تجارتی رستہ پر آباد ہے۔ اس طرح انہوں نے ابوذرؓ کو کفار کے چُنگل سے چھڑایا۔ مگر اگلے دن پھر ابوذرؓ نے اسی طرح کلمہ توحید و رسالت کی منادی کی اور پھر مار کھائی اور حضرت

عباسؓ نے چھڑایا۔(بخاری)[14]

سردار قبیلہ دوس کا قبول اسلام

دوسرا قابل ذکر واقعہ قبیلہ دوس کے سردار طفیل بن عمرو کا ہے جنہوں نے رسول اللہؐ کی بالواسطہ تبلیغ کی بجائے قریش کی مخالفت کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی۔ طفیل بن عمرو ایک معزز انسان اور عقل مند شاعر تھے جب وہ مکہ میں آئے تو قریش کے بعض لوگوں نے ان سے کہا ''آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں اس شخص (محمد) نے عجیب فتنہ برپا کر رکھا ہے۔اس نے ہماری جمعیت کو منتشر کر دیا ہے۔ وہ بڑا جادو بیان ہے۔ باپ بیٹے بھائی بھائی اور میاں بیوی کے درمیان اس نے جدائی ڈال دی ہے۔ ہمارے ساتھ جو بیت رہی ہے، وہی خطرہ ہمیں تمہاری قوم کے بارہ میں بھی ہے۔ پس ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس شخص سے ہوشیار رہنا اور اس کا کلام تک نہ سننا۔''

طفیل کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے مجھے اتنی تاکید کی کہ میں نے عزم کر لیا کہ اس شخص کی کوئی بات سنوں گا نہ اس سے کلام کروں گا۔ یہاں تک کہ بیت اللہ جاتے ہوئے میں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی تا کہ غیر ارادی طور پر بھی اس شخص کی کوئی بات میرے کان میں نہ پڑ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے

تھے۔ میں ان کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔آپ کی تلاوت کے چند الفاظ کے سوا میں کچھ بھی نہ سن سکا۔مگر جو سنا وہ مجھے اچھا کلام محسوس ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا ’’ میرا بُرا ہو۔ میں ایک دانا شاعر ہوں۔ برے بھلے کو خوب جانتا ہوں،آخر اس شخص کی کوئی بات سننے میں حرج کیا ہے؟ اگر تو اچھی بات ہوگی تو میں اسے قبول کرلوں گا اور بری ہوئی تو چھوڑ دوں گا۔‘‘

کچھ دیر انتظار کے بعد جب رسول اللہؐ گھر تشریف لے گئے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا۔ میں نے کہا ’’ اے محمدؐ! آپؐ کی قوم نے مجھے آپ کے بارے میں یہ یہ کہا ہے۔خدا کی قسم !انہوں نے مجھے آپؐ کے بارے میں اتنا ڈرایا کہ میں نے روئی اپنے کانوں میں ٹھونس لی تا کہ آپؐ کی بات نہ سن سکوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے آپؐ کا کچھ کلام سنا دیا اور جو میں نے سنا وہ عمدہ کلام ہے۔آپؐ خود مجھے اپنے دعویٰ کے بارہ میں کچھ بتائیں۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کے بارہ میں بتایا اور قرآن شریف بھی پڑھ کر سنایا۔خدا کی قسم ! میں نے اس سے خوبصورت کلام اور اس سے زیادہ صاف اور سیدھی بات کوئی نہیں دیکھی ۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کرلیا اور حق کی گواہی دی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ! میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور لوگ میری بات مانتے ہیں ۔ میرا ارادہ واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانے کا ہے۔آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے مقابل کوئی

تائیدی نشان عطا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا کی کہ اے اللہ! اسے کوئی نشان عطا کر۔ پھر میں اپنی قوم کی طرف لوٹا۔ جب میں اس گھاٹی پر پہنچا جہاں سے آبادی کا آغاز ہوتا ہے تو میری آنکھوں کے درمیان پیشانی پر ایک چراغ جیسی روشنی محسوس ہونے لگی۔ میں نے دعا کی کہ اے اللہ یہ نشان میرے چہرے کے علاوہ کہیں اور ظاہر فرما دے۔ کہیں الٹا یہ لوگ اعتراض نہ کریں کہ اپنے دین کو چھوڑنے کی وجہ سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا ہے۔ چنانچہ روشنی کا نشان میری چھڑی کے سرے پر ظاہر ہو گیا۔ جب میں گھاٹی سے اتر رہا تھا لوگ میری اس روشنی کو میری چھڑی پر ایک لٹکتے چراغ کی طرح دیکھ رہے تھے۔

اگلے دن میرے بوڑھے والد مجھے ملنے آئے تو میں نے کہا ابّا جان! آج سے میرا آپ کا تعلق ختم۔ والد نے سبب پوچھا۔ میں نے بتایا کہ میں تو اسلام قبول کر کے محمدؐ کی بیعت کر چکا ہوں۔ والد کہنے لگے پھر میرا بھی وہی دین ہے جو تمہارا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ جا کر غسل کر کے صاف کپڑے پہن کر تشریف لائیں تا کہ میں آپ کو اسلامی تعلیم کے بارہ میں کچھ بتاؤں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

پھر میری بیوی میرے پاس آئی اسے بھی میں نے کہا کہ آپ مجھ سے جدا رہو۔ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ وہ کہنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیوں؟ میں نے کہا تمہارے اور میرے درمیان اسلام نے فرق ڈال دیا ہے۔

چنانچہ اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ اسکے بعد میں نے اپنے قبیلہ دوس کو اسلام کی طرف دعوت دی مگر انہوں نے میری دعوت پر توجہ نہ کی۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی دوس قبیلہ کے لوگ اسلام قبول نہیں کرتے آپ ان کے خلاف بددعا کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت عطا فرما اور مجھے نصیحت فرمائی کہ آپ جا کر اپنی قوم کو نرمی اور پیار سے اسلام کی طرف دعوت دو، ان سے حسن سلوک کرو۔ چنانچہ میں اس طرح انہیں اسلام کی دعوت کرتا رہا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ بدر، اُحد اور خندق کے غزوات کے بعد غزوہ خیبر کے موقع پر میں اپنی قوم میں سے مسلمان ہونے والوں کو مدینہ لے کر آیا۔ اللہ نے ایسا کرم فرمایا کہ دوس قبیلہ کے ستّر اسی گھرانے مدینہ میں آباد ہوگئے۔ (بیہقی)[15]

رؤیا کے ذریعہ قبول حق

مخالفت شروع ہونے پر رسول اللہؐ کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں آہ وزاری اور نصرت طلب کرنا طبعی امر تھا۔ آپ دن رات خدا کے حضور اپنی قوم کی ہدایت کی دعائیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سعید روحوں کے دلوں میں الہام کرکے آپ کے حق میں تحریک پیدا کی اور انہیں اسلام کی حقانیت کی طرف مائل کیا۔

چنانچہ خالد بن سعیدؓ کا قبول اسلام اس کی مثال ہے۔ جو ایک رویاً کے ذریعہ اپنے بھائیوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

خالدؓ نے خواب میں دیکھا کہ انہیں آگ کے ایک گڑھے کے کنارے کھڑا کیا گیا ہے جو بہت وسیع ہے اور اس کا والد انکو اس میں دھکا دے کر گرانے کی کوشش کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کمر کے پٹکے سے پکڑ کر پیچھے ہٹا لیتے ہیں۔ وہ اپنے اس خواب سے بہت ڈر گئے اور کہنے لگے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سچی خواب ہے۔ وہ ابوبکرؓ سے ملے تو ان سے اس خواب کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ تو بہت نیک اور مبارک خواب ہے۔ تعبیر یہ ہے کہ تم رسول اللہؐ کی پیروی کرتے ہوئے اسلام قبول کرلو گے، تمہاری خواب سے لگتا ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ اسلام تمہیں آگ کے گڑھے سے بچالے گا مگر تمہارا باپ اسی گڑھے میں جا پڑے گا۔

پھر خالد اجیاد مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپؐ سے پوچھا کہ آپ کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں کہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ نیز یہ کہ تم پتھر کے بتوں کی پرستش سے باز آؤ جو سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں، نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ کون ان کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں کرتا؟ خالد یہ سن کر کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول

ہیں۔اس پر رسول اللہؐ کو بہت خوشی ہوئی ۔ خالد اس کے بعد اپنے عزیز و اقارب سے رُو پوش ہو گئے۔ ان کے والد کو ان کے قبول اسلام کا پتہ چلا تو بعض لوگوں کو ان کی تلاش میں بھیجا جو انہیں پکڑ کر باپ کے پاس لے آئے۔ باپ نے پہلے تو ڈانٹا ڈپٹا، پھر ایک سونٹے سے اتنا مارا کہ سونٹا ٹوٹ گیا مگر خالدؓ کی استقامت میں فرق نہ آیا۔تب والد نے خدا کی قسم کھا کر کہا میں تمہارا نان ونفقہ بند کر دوں گا۔ خالد نے کہا بے شک آپ میرا خرچ بند کر دیں اللہ مجھے رزق دے گا۔ پھر خالد رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کے سچے غلاموں میں شامل ہو گئے۔(احمد)16

قریش کا پہلا وفد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلانیہ تبلیغ کے مثبت اثرات دیکھ کر قریش کے بعض شرفائ اور سردار ابوطالب سے ملے اور کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے دین کو قابلِ اعتراض ،ہمیں بے عقل اور ہمارے آباء اجداد کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ یا تو اسے ان باتوں سے روکیں یا اس کا ساتھ چھوڑ دیں تا کہ ہم خود اس سے نبٹ لیں۔ابوطالب نے ان سے نرمی سے بات کی اور انہیں سمجھا بجھا کر واپس کر دیا۔

دوسرا وفد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کام جاری رکھا یہاں تک کہ قریش

میں آپ کا زیادہ چرچا ہونے لگا تو قریش کا دوسرا وفد ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ ہمارے بزرگ اور قدر و منزلت رکھتے ہیں۔ ہم نے آپ سے اپنے بھتیجے کو روکنے کے لئے کہا مگر آپ نے ہماری بات نہیں مانی اب ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے۔ آپ یا تو اسے اپنے دین کی تبلیغ اور ہمارے معبودوں کی مخالفت سے روکیں یا پھر ہم آپ کے ساتھ اُس وقت تک مقابلہ کریں گے جب تک کہ ایک فریق ہلاک ہو جائے۔

ابو طالب کے لئے اب نہایت نازک موقع تھا اور وہ سخت ڈر گئے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ جب آپؐ آئے تو اُن سے کہا کہ ''اے میرے بھتیجے! اب تیری باتوں کی وجہ سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھے ہلاک کر دیں اور ساتھ ہی مجھے بھی۔ تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ (کم عقل) قرار دیا۔ اُن کے بزرگوں کو شَـرُّ الْبَـرِیَّۃ کہا۔ ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم اور ''وقود النار'' رکھا اور خود انہیں رجس اور پلید ٹھہرایا۔ میں تجھے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ اس دشنام دہی سے اپنی زبان کو تھام لو اور اس کام سے باز آ جاؤ، ورنہ میں تمام قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ اب ابو طالب کا پائے ثبات بھی لغزش میں ہے اور دنیاوی اسباب میں سے سب سے بڑا سہارا مخالفت کے بوجھ کے نیچے دب کر ٹوٹا چاہتا ہے مگر آپ کے ماتھے پر بل تک نہ تھا۔ نہایت اطمینان سے فرمایا۔

''چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو وہ کام ہے جس کے واسطے میں بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کی خرابیاں اُن پر ظاہر کر کے اُنہیں سیدھے رستے کی طرف بلاؤں اور اگر اس راہ میں مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اس راہ میں وقف ہے اور میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رُک نہیں سکتا اور اے چچا! اگر آپ کو اپنی کمزوری اور تکلیف کا خیال ہے تو آپ بیشک مجھے اپنی پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جائیں مگر میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رُکوں گا اور خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی لا کر دے دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور میں اپنے کام میں لگا رہوں گا حتّٰی کہ خدا اسے پورا کرے یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر فرما رہے تھے اور آپ کے چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں تھی اور جب آپؐ تقریر ختم کر چکے تو آپؐ یکلخت چل پڑے اور وہاں سے رخصت ہونا چاہا مگر ابو طالب نے پیچھے سے آواز دی۔ جب آپ لوٹے تو آپ نے دیکھا کہ ابو طالب کے آنسو جاری تھے۔ اُس وقت ابو طالب نے بڑی رقت کی آواز میں آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''اے بھتیجے جا اور اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں اور جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دُوں گا۔'' (ابن ھشام) 17

تکالیف کی انتہاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت الی اللہ کی راہ میں بہت دکھ اور اذیتیں اٹھائیں۔ ایک دفعہ آپ گھر سے نکلے۔ راستہ میں جو بھی آپ کو ملا خواہ وہ کوئی آزاد تھا یا غلام اس نے آپ کی تکذیب کی اور جھٹلایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور جو تکلیف آپ کو پہنچی تھی اس کی وجہ سے کمبل اوڑھ کر بیٹھ رہے (قوم سے ناامید ہو کر سوچتے ہوں گے کہ کیا کریں) کہ وحی الٰہی ہوئی اے کمبل اوڑھے ہوئے! کھڑے ہو جاؤ اور انذار کرتے چلے جاؤ۔ (ابن ھشام) 18

ممالک بیرون میں دعوت الی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ عام کے بعد سے آپؐ اور آپ کے صحابہ کیلئے مکہ میں ایک طوفان بدتمیزی برپا ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی طور پر ابو طالب کی وجہ سے بھی کسی قدر امن حاصل تھا مگر دیگر عام مسلمانوں کی قبول اسلام کے باعث سخت تکالیف دیکھ کر اور ان کی مدد کی طاقت نہ پا کر نبی کریمؐ سخت مغموم ہوتے تھے۔ سوچ بچار کے بعد آپ نے صحابہ کو مشورہ دیا کہ وہ پڑوسی ملک حبشہ جا کر پناہ لیں جہاں عیسائی بادشاہ بہت عادل ہے اور کسی پر ظلم نہیں

ہونے دیتا۔ چنانچہ مسلمانوں کے مردوزن پر مشتمل دو وفود پہلے بارہ اور پھر اسّی اصحاب حبشہ ہجرت کر گئے۔قریش نے وہاں بھی مسلمانوں کا تعاقب جاری رکھا اورنجاشی اوراس کے سرداروں کومسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔عادل نجاشی نے اپنے دربار میں مسلمانوں کو بلاکران کا موقف سنا۔حضرت جعفر طیارؓ نے مسلمانوں کے نمائندے کے طور پر سورہ مریم کی تلاوت کر کے اسلام کی تعلیم پیش کی۔ بادشاہ پراس کا بہت گہرا اثر ہوااوروہ بھی بالآخر مسلمان ہوگیا۔(احمد)19

مظلومیت کا پھل......حمزہ

خدا کی راہ میں ان تکالیف اوراذیتوں کے نتیجہ میں شرفاء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہمدردی اورنرم گوشہ پیدا ہونا ایک طبعی بات تھی۔ حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام ہی تو مظلومیت پر صبر کا میٹھا پھل تھا۔واقعہ یوں ہوا کہ ابوجہل کوہ صفا کے قریب رسول اللہؐ کے پاس سے گزرا تو آپ کو اذیت پہنچائی گالیاں بکیں، آپ کے دین پر نامناسب اورمکروہ حملے کئے اور کمزوری کے طعنے دیئے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت صبراورخاموشی سے سنتے رہے۔

عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی اپنے گھر میں یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ابوجہل وہاں سے خانہ کعبہ جاکر سردارانِ قریش کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ادھر حمزہ کمان حمائل کئے شکار سے واپس لوٹے۔انکا دستور تھا کہ شکار سے واپس آکر

گھر جانے سے قبل پہلے طواف کرتے تھے۔ اس دوران سردارانِ قریش سے دعا سلام کرنا بھی آپ کا معمول تھا۔ آپ خود معزز سرداروں میں سے تھے۔ جب آپ اس لونڈی کے پاس سے گزرے اس وقت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر تشریف لے جا چکے تھے۔ اس لونڈی کے دل پر آنحضرتؐ کی مظلومیت کا گہرا اثر تھا جس کا اظہار اس نے سردار حمزہ سے یہ کہہ کر کیا کہ اے ابو عمارہ! آپ کے بھتیجے کو ابھی تھوڑی دیر پہلے ابو الحکم نے جو اذیت پہنچائی ہے کاش آپ وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں بیٹھے دیکھا تو آپ کو سخت دکھ دیا اور گالیاں دیتے ہوئے بری اور ناپسندیدہ باتیں کہیں مگر محمد خاموشی سے چلے گئے اور آگے سے کوئی جواب تک نہیں دیا۔

سردار حمزہ کی طبعی سعادت نے جوش مارا۔ وہ طیش میں آ کر خانہ کعبہ کی مجلس میں گئے جہاں ابوجہل بیٹھا تھا اور اس کے سر پر زور سے کمان دے ماری۔ اس کا سر بری طرح زخمی کر دیا اور جوش میں آ کر کہا کہ کیا تم میرے بھتیجے کو گالیاں دیتے ہو؟ تمہیں پتہ ہے کہ میں بھی اس کے دین پر ہوں۔ اگر طاقت ہے تو آؤ اور میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ تب ابوجہل کے قبیلہ مخزوم کے کچھ لوگ اس کی مدد کے لئے کھڑے ہوئے مگر ابوجہل نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ واقعی میں نے اس کے بھتیجے کو سخت بری گالیاں دی تھیں تم لوگ اسے کچھ نہ کہو۔

ادھر حضرت حمزہؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حمزہ کے قبول اسلام کے بعد قریش نے محسوس کیا کہ اب رسول اللہؐ کا

معاملہ مضبوط ہوگیا ہے اور حمزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کریں گے۔ چنانچہ قریش کی ایذا رسانیوں میں کچھ کمی واقع ہوگئی۔ (ابن ھشام) 20

معاندین اسلام کے لئے دعا

دعوت الی اللہ کا پہلا اور آخری حربہ تو دعا ہی ہے۔ آغاز اسلام میں سرداران قریش کی سخت مخالفت دیکھ کر رسول کریمؐ کو کمال حکمت اور دانشمندی سے مکہ کے دو طاقتور اور بہادر سرداروں کے قبول اسلام کے لئے بطور خاص دعا طرف توجہ ہوئی تا کہ ان کے قبول اسلام سے کفر کی طاقت ٹوٹے اور اسلام مضبوط ہو۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان دو اشخاص عمرو بن ہشام اور عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک کے ساتھ جو تجھے زیادہ پسند ہو اسلام کو عزت اور قوت نصیب فرما۔ (ترمذی) 21

اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بہت جلد قبول کی اور حضرت عمرؓ کو قبول اسلام کی سعادت عطا ہوئی۔ حضرت عمر کا قبول اسلام بھی مسلمانوں کی مظلومیت کی برکت تھی۔ ہجرت حبشہ مسلمانوں کے لئے شرفاء اہل مکہ کے دل میں نرم گوشہ پیدا کرنے کا باعث ہوئی تھی۔ عمر بن خطاب اگرچہ آغاز میں اسلام کے ان شدید معاندین میں سے تھے جو مسلمانوں پر مظالم ڈھاتے تھے لیکن ایک قریشی گھرانے کو ہجرت حبشہ کے لئے رخت سفر باندھے دیکھ کر ان کا دل بھی بھر آیا تھا۔ حضرت

عمرؓ کی اپنی ایک روایت کے مطابق قبول اسلام سے پہلے ایک اور موقع پر انہوں نے رات کے وقت رسول اللہؐ کو خانہ کعبہ میں نماز میں قرآن پڑھتے سنا تو دل پسیج گیا۔ یہ سب عوامل دراصل عمر کے حق میں رسول اللہؐ کی دعا کا نتیجہ تھے۔

عمر سے پہلے ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید اسلام قبول کر چکے تھے مگر عمر کی جابرانہ طبع کے باعث ابھی اس کا اعلان نہیں کیا تھا۔ایک دن عمر بن خطاب گھر سے تلوار سونتے نکلے، راستہ میں اپنی قوم کے ایک شخص نُعیم سے ملے جو مخفی طور پر اسلام قبول کر چکا تھا۔عمر نے اسے بتایا کہ وہ محمدؐ کے قتل کے ارادہ سے نکلے ہیں تاکہ اس نئے دین کے فتنہ کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو جائے۔نعیم نے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تم محمد کو قتل کر دو گے تو اس کا قبیلہ تمہیں چھوڑ دے گا؟ دوسرے پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو تمہارا بہنوئی اور بہن مسلمان ہو چکے ہیں۔عمر سیدھے بہن کے گھر پہنچے تو قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دی۔حضرت خبابؓ وہاں قرآن پڑھ رہے تھے جو عمر کو دیکھ کر چھپ گئے۔عمر نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی تھی؟ پھر کہا مجھے پتہ چلا ہے تم لوگ مسلمان ہو چکے ہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے سعید بن زیدؓ کو پکڑ لیا۔بہن اپنے شوہر کو چھڑانے کے لئے اٹھیں تو عمر نے ان کو بھی مارا اور ان کا سر پھٹ گیا۔تب دونوں نے حضرت عمرؓ سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں آپ جو چاہو کر لو۔عمر پہلے ہی بہن کو خون آلود دیکھ کر نادم ہو رہے تھے۔کہنے لگے اچھا جو تم پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ تو سہی۔بہن نے کہا یہ پاک

کلام ہے آپ پہلے نہا کر پاک صاف ہو جائیں۔اس میں حکمت یہ تھی کہ انکا جوش ٹھنڈا ہو جائے۔عمر نے غسل کے بعد سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھیں تو بے اختیار کہہ اٹھے۔کتنا خوبصورت اور قابل عزت یہ کلام ہے۔حضرت خبابؓ یہ سن کر باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ اے عمر! مجھے لگتا ہے کہ خدا نے آپ کو اپنے نبی کی دعا کے لئے خاص کرلیا ہے۔کل ہی میں نے حضورؐ کو دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ! اسلام کی تائید عمرو بن ہشام یا عمرؓ بن الخطاب کے ذریعہ فرما۔پس اے عمر اللہ سے ڈرو۔عمر نے کہا کہ مجھے محمدؐ کا پتہ دو تا کہ میں اسلام قبول کروں۔خبابؓ نے بتایا کہ حضور صفا میں ہیں۔عمر وہی تلوار لئے سیدھے دارِ ارقم پہنچے اور جا دروازہ کھٹکھٹایا۔ایک صحابی نے دروازے کے سوراخ سے حضرت عمر کو تلوار سے مسلّح دیکھا اور گھبرا کر رسول اللہؐ کو اطلاع کی۔حضرت حمزہؓ نے کہا'' آنے دو۔اگر اس کا ارادہ نیک ہے تو ٹھیک ورنہ اسی کی تلوار سے اسے ٹھکانے لگا دیں گے۔''

رسول اللہؐ نے عمر کو دامن سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا۔عمر کیسے آئے ہو؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔اس پر رسول اللہؐ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔(ابن ھشام) 22

کشتی کے اکھاڑے میں دعوت الی اللہ

رسول کریمؐ نے ہر کس و ناکس کو پیغامِ حق پہنچایا، ان میں مکے کا پہلوان رکانہ بھی تھا۔ آپؐ نے اُسے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا ''کیا تم اللہ سے نہیں ڈرو گے اور جس پیغام کی طرف بلاتا ہوں اُسے قبول نہیں کرو گے۔'' اُس نے کہا ''اگر مجھے یقین ہو جائے کہ آپؐ کا دعویٰ سچا ہے تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا ''اگر میں کشتی میں تمہیں پچھاڑ دوں تو میرے دعوی کی سچائی کا یقین کرلو گے۔'' اُس نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے اُسے کشتی میں مقابلہ کی دعوت دے دی۔ اس نے یہ دعوت قبول کرلی۔ نبی کریمؐ نے اس بہادر پہلوان کو پچھاڑ دیا۔ اس نے دوبارہ اور سہ بارہ مقابلہ کی خواہش کی ہر دفعہ نبی کریمؐ نے اسے پچھاڑ دیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں حیران ہوں کہ آپ نے مجھے کیسے گرالیا ہے یہی واقعہ رکانہ کے قبول اسلام کا موجب بن گیا۔ (ابن ھشام) [23]

تبلیغ کی راہ میں مصائب

مکہ میں تبلیغ عام کے زمانہ میں نبی کریمؐ اور آپ کے صحابہ کو جو تکالیف اور اذیتیں برداشت کرنی پڑیں وہ ایک دردناک اور المناک باب ہے۔ اس دور کے صحابہ بلکہ خود نبی کریمؐ نے بھی وہ کربناک یادیں بہت کم بیان کی ہیں۔ (ان مصائب کا تفصیلی ذکر صبر و استقامت کے زیرعنوان الگ آچکا ہے)

نبی کریمؐ خود فرماتے تھے خدا کی راہ میں مجھے اتنی ایذاء پہنچائی گئی کہ

کبھی کسی کو اتنی ایذاء نہیں دی گئی اور مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ڈرایا گیا کہ کبھی کسی شخص کو اتنا خوفزدہ نہیں کیا گیا۔ میرے پر تین تین دن اور راتیں ایسی آئیں کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیز موجود نہ ہوتی تھی جسے کوئی ذی روح کھا سکے سوائے اس معمولی کھانے یا کھجوروں کے جو بلال اپنی بغل میں دبائے پھرتا تھا۔ (احمد) 24

شعبِ ابی طالب کے زمانہ قید و بند میں تبلیغی حکمت عملی

ہجرت حبشہ کے بعد جب قریش نے دیکھا کہ مسلمانوں کے پاؤں حبشہ میں جم گئے ہیں اور شاہ حبشہ نے انہیں پناہ دی ہے اور اِدھر مکہ میں عمرؓ اور حمزہؓ جیسے جرأت مند سردار اسلام کے آغوش میں آچکے ہیں۔ اسلام پھیل رہا ہے اور ابوطالبؓ اور انکا قبیلہ بھی محمدؐ کا حامی ہے۔ تب انہوں نے متحدہ مخالفت کا آغاز کیا اور محرم ۷ سالِ نبوت میں مسلمانوں کے خلاف مکمل بائیکاٹ کرنے کا معاہدہ کر کے انہیں ایک گھاٹی میں محصور کر دیا۔ مسلمانوں کے حامی بنو ہاشم اور بنومطلب کے اکثر افراد خواہ مسلمان تھے یا کافر وہ بھی ساتھ محصور ہو گئے۔

قریش نے فیصلہ کیا کہ جب تک محمدؐ کو ہمارے حوالہ نہ کیا جائے مسلمانوں اور ان کے حامیوں کے ساتھ شادی بیاہ ہوگا نہ خرید و فروخت۔ حتّٰی کہ

ان کے ساتھ لین دین اور میل ملاپ بھی بند کر کے مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ بغرض توثیق یہ معاہدہ خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا۔ (ابن ھشام) 25

شعب ابی طالب کے زمانہ میں مسلمانوں کے روابط محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ ان کا ایک رابطہ تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ان افراد سے تھا جو قبائلی حمیت و غیرت کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ گھاٹی میں محصور ہوئے۔ جبکہ ابولہب وغیرہ بعض معاندینِ اسلام نے محصور ہونے کی بجائے کفار کا ساتھ دینا پسند کیا تھا۔ بنو ہاشم کے غیر مسلم مگر مسلمانوں کے ہمدرد اور بہی خواہ محصور افراد پر مسلمانوں کے حسن سلوک کا نیک اثر ہونا ایک طبعی بات تھی۔ مزید برآں مظلومیت کے اس زمانہ میں مسلمانوں کی صحبت و معیت میں رہ کر ان غیر مسلموں کا مسلمانوں کی عبادات اور اخلاق و کردار سے متاثر ہونا بھی لازمی امر تھا۔ جس کے نتیجہ میں ان کی قبائلی وحدت کے دینی حمیّت میں تبدیل ہونے کے سامان ہوئے۔ اگرچہ اس دور کے تفصیلی تبلیغی حالات بہت کم ملتے ہیں تاہم اس دور میں مذکورہ تبلیغی عوامل کی اہمیت نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔

شعب ابی طالب کے زمانہ میں مسلمانوں کے رابطے کا دوسرا موقع مکہ کے اُن شرفاء سے تھا جو مخفی طور پر مسلمانوں کی مدد کرتے اور اُنہیں کچھ اجناس پہنچاتے رہتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کی مظلومیت کے باعث ہمدردی کے علاوہ انکی نیکی و شرافت اور حسن کردار کی وجہ سے ان کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے۔

اسیری کے ان ایام میں رابطے کا تیسرا ذریعہ بیرونی تجارتی قافلے تھے جو اہل مکہ کی پابندی سے آزاد تھے۔ مسلمان ان سے کچھ ضرورت کی چیزیں خرید لیا کرتے تھے۔ یوں ان سے بھی رابطہ تبلیغ کا ذریعہ بنتا تھا۔ بعض مشرک سرداران قافلوں کو تجارت سے تو منع نہ کرسکتے تھے البتہ ان کے دام بڑھانے کی کوشش ضرور کرتے تھے تاکہ مہنگائی کے نتیجہ میں مسلمان مزید مشکل میں پڑیں۔ چنانچہ ابولہب تاجروں کو کہتا تھا کہ محمدؐ کے ساتھیوں کے لئے چیزیں اتنی مہنگی کردو کہ وہ تمہاری کوئی چیز بھی خرید نہ سکیں اس پر وہ قیمتیں کئی گنا بڑھا دیتے تھے اور ابولہب انہیں زیادہ منافع دے کر ان کا سارا مال خود خرید لیتا تھا۔

محصوری کے زمانہ میں مسلمانوں کے لئے رابطہ کا چوتھا موقع حج کا تھا۔ عربوں کے رواج کے مطابق حج سے کسی کو روکا نہیں جاتا تھا اس لئے حج کے موسم میں مسلمان آزادانہ گھاٹی سے باہر نکلتے۔ رسومات حج ادا کرتے۔ باہر سے آنے والوں سے رابطے بھی کرتے جنہیں مسلمانوں کی مظلومیت کا حال سن کر لازماً ہمدردی پیدا ہوتی۔ اس لحاظ سے شعب ابی طالب کا زمانہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے نتیجہ میں دشمنانِ اسلام کے نت نئے مظالم سے مسلمانوں کی حفاظت اور بچاؤ کے ساتھ ان کی تبلیغی کاوشوں کو مخصوص کرنے نیز تربیت پر اُن کی توجہات مرکوز کرنے کا زمانہ بن گیا۔ پختہ مسلمانوں کے صبر و استقامت کا بھی امتحان ہوا اور وہ اس میں کامیاب ٹھہرے۔

حج کے موقع پر پیغام حق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین مخاطب تو ساری عرب قوم تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ کی بستی میں مبعوث فرمایا جو ام القریٰ یعنی تمام بستیوں کا مرکز تھی۔ جہاں سارے عرب سے دینِ ابراھیمی سے نسبت رکھنے والے لوگ حج وعمرہ کے لئے آتے تھے۔ رسول اللہؐ ان قبائل کے لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں پیغام حق پہنچا کر سوال کرتے کہ کوئی ہے جو میرا مددگار ہو؟ کوئی ہے جو میرا ساتھ دے اور مجھے اپنے ہاں پناہ دے تاکہ میں اُن کے قبیلے میں جاکر اپنے رب کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کرسکوں۔ جو ایسا کرے میں اسے جنت کا وعدہ دیتا ہوں۔ (ترمذی) 26

ایک دفعہ ہمدان قبیلہ کے ایک شخص نے حامی بھری کہ وہ آپؐ کو ساتھ لے جائے گا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ اس کا قوم میں کیا مقام ہے؟ بعد میں وہ ڈر گیا کہ کہیں اس کی قوم خلاف ہی نہ ہو جائے۔ وہ اگلے سال آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ (بیھقی) 27

مگر ان قبائل کا عمومی ردّعمل یہی ہوتا تھا کہ ایک شخص کی قوم اس کے بارہ میں زیادہ بہتر جانتی ہے۔ وہ شخص ہماری اصلاح کیسے کرسکتا ہے جس نے اپنی قوم میں فساد برپا کر رکھا ہے اور خود اس کی قوم نے اسے دھتکار دیا ہے؟ (بیھقی) 28

میلوں پر تبلیغ

ایام حج کے بعد مکہ کے نواح میں عکاظ، ذوالمجاز اور مجنہّ مقام پر میلے لگا کرتے تھے جہاں تجارت اور خرید وفروخت کے ساتھ رنگ وطرب کی محفلیں بھی سجائی جاتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دھن سوار تھی کہ شاید کوئی سعید روح یہاں مل جائے اور پیغام خداوندی پہنچانے کے لئے کوئی راہ نکلے۔ چنانچہ آپ ان میلوں پر پیغام پہنچاتے۔ ہر چند کہ اس راہ میں روکیں پیدا کی جاتیں اور آپ کو اذیتیں دی جاتیں مگر آپ یہ فریضہ ادا کرنے سے کبھی تھکے نہ ماندہ ہوئے۔

ربیعہ بن عبادؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو ذوالمجاز کے میلے میں دیکھا۔ آپ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ فرماتے تھے کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو نجات پا جاؤ گے۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ آپ بازار کی گلی گلی میں جا کر منادی کرتے۔ لوگ آپ پر ٹوٹے پڑتے تھے مگر کوئی مثبت جواب نہ دیتا تھا لیکن آپ کمال استقامت کے ساتھ مسلسل اپنی بات دہراتے جاتے تھے۔ آپ کے پیچھے لمبے بالوں والا سفید رنگ کا ایک شخص تھا جس کی آنکھ بھینگی تھی۔ وہ کہتا تھا ''اے لوگو یہ شخص تم سے لات وعزّیٰ کو چھڑوانا چاہتا ہے۔ یہ صابی (بے دین) اور جھوٹا ہے۔'' ربیعہؓ نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو

انہوں نے بتایا کہ آگے محمدؐ بن عبداللہ ہیں جو نبوت کے دعویدار ہیں اور ان کے پیچھے ان کا چچا ابولہب ہے۔ (احمد) [29]

ذوالمجاز کے میلے کا ایک اور نظارہ ابوطارقؓ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو ذوالمجاز میں دیکھا۔ آپؐ سرخ قبا پہنے توحید کی منادی کر رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر برساتا جاتا تھا جس سے آپ کی پنڈلیاں اور ٹخنے زخمی ہو رہے تھے۔ وہ کہتا تھا اے لوگو! اس کی بات کبھی نہ ماننا۔ (الحلبیہ) [30]

تیسرا دردناک نظارہ اشعث بن سلیمؓ نے کنانہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ ذوالمجاز کے میلے میں اس نے رسول اللہؐ کی تبلیغ حق کے دوران ابوجہل کو آپ کا پیچھا کرتے دیکھا۔ وہ آپ پر خاک اڑاتا جاتا اور کہتا تھا اے لوگو! کہیں یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے بہکا نہ دے۔ یہ تو چاہتا ہے کہ تم لات وعزیٰ کا دین ترک کردو۔ (احمد) [31]

تبلیغ حق کے دوران رسول کریمؐ کو دی گئی تکالیف میں سے طائف کے اس اذیت ناک دن کے تذکرے کے بغیر تبلیغی مہمات مکمل نہیں ہوتیں۔ وہی دن جسے خود رسول خداؐ نے اپنی زندگی کا سخت ترین دن قرار دیا۔

سفرِ طائف

10 سالِ نبوت شعب ابی طالب کی قید کا زمانہ ختم ہوا۔ اُس کی سختیوں کی

تاب نہ لا کر یکے بعد دیگرے ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی جس کے بعد اہل مکہ کی مخالفت نے زور پکڑ لیا۔ان کے انکار بالاصرار سے تنگ آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال شوال کے مہینہ میں تبلیغ کی خاطر طائف کا سفر اختیار فرمایا۔زید بن حارثہؓ اس سفر میں آپ کے ساتھ شریک تھے۔ نبی کریمؐ نے قریباً دس روز وہاں قیام فرمایا اور طائف کے امراء وشرفاء تک پہنچ کر حق پہنچانے کی سعی فرمائی۔(ابن سعد) 32

طائف مکہ سے جنوب مشرق میں چالیس میل کے فاصلے پر ایک پُر فضا پہاڑی مقام ہے جو امراء ورؤساء کی آماجگاہ تھا۔طائف میں دیگر امراء کے علاوہ قبیلہ ثقیف کے تین سردار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔یہ تینوں بھائی کنانہ عبد یالیل، مسعود اور حبیب تھے جن سے رسول اللہؐ کا ننھالی رشتہ بھی تھا۔نبی کریمؐ نے ان کے پاس جا کر انہیں بھی دعوت اسلام دی اور قریش مکہ کی مخالفت کا ذکر کر کے ان سے مدد چاہی۔یہ سن کر ان میں سے ایک سردار کہنے لگا ”اگر تجھے خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو وہ کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے۔“

دوسرا بولا ”کیا تمہارے سوا اللہ کو کوئی رسول نہیں ملا تھا جسے وہ مبعوث کرتا۔“

تیسرے نے کہا ”خدا کی قسم! میں تو تم سے بات کرنے کا بھی روادار نہیں ہوں۔اگر تو تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو تیری بات ردّ کرنا خطرے سے خالی نہیں اور اگر تو اللہ پر جھوٹ باندھ رہا ہے تو میرے لئے تم سے گفتگو جائز نہیں۔“

بعد کے زمانہ میں اِس تیسرے نے اسلام قبول کرلیا تھا مگر صحابیت کا شرف حاصل ہونے کے بارہ میں صراحت نہیں۔(ابن ھشام)33

نبی کریمؐ نے دیگر اہل طائف کو پیغام حق پہنچانا چاہا تو اس پر بھی سردارانِ ثقیف کو اعتراض ہوا اور انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں ہمارے نوجوان بہک نہ جائیں۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریمؐ کو طائف سے نکل جانے کا حکم سنایا ۔آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم قبول نہیں کرتے تو میں خاموشی سے چلا جاتا ہوں تم اس کا اعلان نہ کرو۔مگر ان بدبختوں نے اپنے حکم کی تعمیل کے لئے بعض غلاموں،لونڈوں اور بے وقوف بازاری لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا جو گالیاں بکنے اورآپؐ پر آوازیں کسنے لگے۔ایک بڑا مجمع آپؐ کے خلاف اکٹھا ہوگیا۔یہ لوگ راستہ میں دو قطاروں میں کھڑے ہوکر آپؐ پر پتھر برسانے لگے۔پتھروں کی اس بارش کی تاب نہ لا کر کبھی آپ بیٹھنے لگتے تو وہ ظالم بازوؤں سے پکڑ کر آپ کو کھڑا کر دیتے اور پھر پتھر مارتے اور ہنسی اڑاتے۔

حضرت زید بن حارثہؓ رسول اللہؐ کے آگے ڈھال بن کر آپؐ کو پتھروں سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے مگر ایک بپھرے ہوئے ہجوم کے سامنے بے چارے تنہا زید کر بھی کیا سکتے تھے۔مسلسل کئی میل تک اس ہجوم نے آپ کا تعاقب کر کے پتھراؤ کیا جس سے رسول اللہؐ کی پنڈلیاں لہولہان ہوگئیں اور جوتے خون سے لالہ رنگ ہوگئے اور زید کے سر میں شدید زخم آئے۔(الحلبیہ)34

ہجوم تب واپس لوٹا جب آپ نے عتبہ اور شیبہ سرداران مکہ کے انگوروں کے باغ میں پناہ لی۔ بد بخت قوم ثقیف سے زخمی اور خون آلودہو کر بھی ہمارے آقا ومولیٰ کے صبر و رضا کی شان دیکھنے والی تھی۔آپؐ نے انگوروں کی بیلوں کے سایہ میں آ کر دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب سے کچھ مناجات اور آہ وزاری کی، اس دعا سے جہاں آپؐ کے کرب کی انتہا کا پتہ چلتا ہے وہاں راہ مولیٰ میں آپ کے صبر اور برداشت کی معراج کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔آپؐ نے خدا کے حضور عرض کیا:۔

اے میرے مولیٰ! میں اپنی ضعف و ناتوانی اور قلت تدبیر کا حال تیرے سوا کس سے کہوں؟ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! مجھے لوگوں میں رسوا کرنے کی ہر کوشش کی گئی ہے۔تو جو کمزوروں کا رب ہے میرا بھی تو رب ہے۔تو مجھے کس کے سپرد کرنے لگا ہے؟ کیا مجھے دور دراز کے لوگوں کے حوالے کر دے گا؟ جو مجھے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں یا ایسے دشمن کے سپرد کرے گا جن کو تو میرے سب معاملہ پر مکمل قدرت عطا کر دے؟

(میرے مولیٰ!) اگر تو ناراض ہو کر میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر رہا تو پھر مجھے تیری راہ میں ان مصیبتوں کی کوئی بھی پرواہ نہیں لیکن میں تیری عافیت کا کہیں زیادہ محتاج ہوں کہ وہ اپنی تمام وسعتوں سے مجھے ڈھانپ لے۔میں تیرے پاک چہرے کے نور کا واسطہ دے کر پناہ کا طلب گار ہوں جس نے

تاریکیوں کو روشن کیا ہے، جس نے دنیا اور آخرت کے معاملات کو درست کر رکھا ہے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو اور تو مجھ سے ناراض ہو جائے۔ میرے مولیٰ! میں تیری رضا تلاش کرتا رہوں گا یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور سوائے تیرے کوئی طاقت اور قدرت کسی کو حاصل نہیں۔ (احمد)[35]

اس دعا کی فوری قبولیت تو اسی وقت ظاہر ہوئی کہ رسول اللہؐ کے لئے ظاہری اور روحانی دونوں قسم کے پھلوں کا انتظام کر دیا گیا۔

سردارانِ قریش عتبہ اور شیبہ کو نبی کریمؐ کی دردناک حالت دیکھ کر آپ پر ترس آیا۔ انہوں نے اپنا عیسائی غلام آپ کی خدمت میں بھجوایا جس نے انگوروں کے تازہ خوشے پیش کئے۔ رسول کریمؐ بسم اللہ پڑھ کر انگور کھانے لگے۔ نصرانی عداس نے تعجب سے آپؐ کا منہ دیکھا اور کہا خدا کی قسم! اس شہر کے لوگ تو اس طرح کی کوئی دعا نہیں پڑھتے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا تم کس شہر کے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا میں نینویٰ کا باشندہ ہوں اور عیسائی ہوں۔ آپ نے فرمایا ''اچھا! تم خدا کے نیک بندے اور نبی حضرت یونسؑ بن متّٰی کی بستی سے ہو۔'' اور یوں رسول کریمؐ نے مصیبت کے وقت بھی ایک غلام کو جو غیر قوم اور غیر مذہب کا تھا پیغام حق پہنچانے کی راہ نکال لی اور اسے حقیر نہیں جانا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا دل نرم کر دیا۔ وہ یونس بن متّٰی کا ذکر سن کر کہنے لگا کہ آپ کو اس کا کیسے علم ہے؟ آپ نے فرمایا '' وہ میرا بھائی اور نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔'' عدّاس اسی وقت رسول اللہؐ کے سامنے جھک گیا اور آپ کی پیشانی، ہاتھ اور پاؤں چومنے

لگا۔ عتبہ اور شیبہ جو یہ نظارہ دیکھ رہے تھے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لو تمہارا غلام تو اس نے خراب کر دیا ہے۔ عداس سے اس کے مالکوں نے سرزنش کی اور پوچھا کہ تم نے جھک کر محمدؐ کا ادب کیوں کیا تو اس نے کہا آج روئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ اس نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو سوائے نبی کے کوئی نہیں بتا سکتا۔ (ابن ھشام) 36

الغرض طائف کا دن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی سخت دن تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ نبی کریمؐ سے پوچھا کہ اُحد کے دن (جس میں آپ کے دانت شہید ہوئے اور چہرے پر بھی زخم آئے) سے زیادہ کوئی سخت دن بھی آپ پر آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''عائشہ! میں نے تمہاری قوم سے بہت تکالیف اٹھائیں مگر سب سے شدید تکلیف وہ تھی جو عقبہ کے دن (سفر طائف میں) اٹھائی۔

اس روز میں نے بنی عبد کلال (سرداران طائف) کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ مجھے اپنی پناہ میں لے کر پیغام حق پہنچانے دیں مگر انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ تب میں وہاں سے چل پڑا۔ اس وقت میں سخت مغموم ہونے کی حالت میں سر جھکائے چلا جاتا تھا۔ قرن الثعالب پہنچ کر کچھ افاقہ میں نے محسوس کیا اور خدائی مدد کیلئے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے مجھے سایہ میں لے رکھا ہے۔ پھر جبریلؑ اس میں نظر آئے۔ انہوں نے

مجھے بلا کر کہا اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کا سلوک دیکھا ہے جو انہوں نے آپؐ سے روا رکھا ہے۔ اس نے آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتہ کو بھجوایا ہے تا کہ آپؐ جو چاہیں اسے حکم دیں۔تب پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے ندا دی۔ مجھے سلام کر کے کہا اللہ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ مجھے آپؐ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے تا کہ آپ جو حکم دیں میں بجالاؤں اے محمد! آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں تو میں (اس وادی کے) یہ دونوں پہاڑ ان پر گرادوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ’’نہیں ایسا نہ کرو۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔‘‘ (بخاری)[37]

ولیم میور کی شہادت

مستشرق سرولیم میور جیسا معاند اسلام بھی رسول اللہؐ کے اس تبلیغی سفر سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ وہ لکھتا ہے:۔

’’محمدؐ کے طائف کے سفر میں عظمت اور شجاعت کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ایک تنہا شخص جس کی قوم نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور ردّ کر دیا، وہ خدا کی راہ میں دلیری کے ساتھ اپنے شہر سے نکلتا ہے اور جس طرح یونس بن متّیٰ نینوا کو گیا اسی طرح وہ ایک بت پرست شہر میں جا کر ان کو توحید کی طرف بلاتا اور توبہ کا وعظ کرتا ہے۔اس واقعہ سے یقیناً اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ محمدؐ کو اپنے

صدق دعویٰ پر کس درجہ ایمان تھا۔(میور)38

دعوت الی اللہ کے مواقع کی تلاش

تبلیغ عام کے حکم کے بعد نبی کریمؐ پر عرب کے مختلف قبائل میں دعوت الی اللہ کی دھن سوار رہتی تھی جس کی خاطر آپؐ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ایک دفعہ اوس قبیلہ کے لوگ خزرج کے خلاف مدد مانگنے قریش مکہ کے پاس آئے۔رسول اللہؐ نے اس وفد کے پاس جا کر انہیں بھی پیغام حق پہنچایا۔

یہ نوجوان قبیلہ اوس کی شاخ عبدالاشہل سے تعلق رکھتے تھے جو اپنے سردار ابوالجلیس کی سرکردگی میں مکہ آئے۔ان کا مقصد قریش سے خزرج کے خلاف مدد کے لئے معاہدہ کرنا تھا۔رسول اللہؐ نے اُن کی مجلس میں تشریف لے جا کر فرمایا کہ جس مقصد کے لئے تم آئے ہو کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟۔انہوں نے کہا ''وہ کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے تا وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔اس نے مجھ پر کتاب بھی نازل فرمائی ہے۔'' پھر آپ نے اسلامی تعلیم کا ذکر کیا اور انہیں قرآن شریف سنایا۔یہ سن کر ایک نوعمر نوجوان ایاس بن معاذ کہنے لگا ''اے میری قوم! تم جس مقصد کے لئے آئے ہو یہ پیغام اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔'' اس پر ان کے سردار ابوجلیس

نے کنکروں کی ایک مٹھی بھر کر ایا اس کے منہ پر دے ماری اور وہ مدینہ واپس لوٹ گئے جس کے بعد اوس و خزرج میں بعاث کی جنگ ہوئی۔ (بیہقی) [39]

تبلیغ یثرب

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ مسلسل 10 سال تک مکہ میں حج کے موقع پر حاجیوں کے خیموں میں جا کر تبلیغ کرتے رہے۔ اسی طرح آپؐ مجنہ اور عکاظ کے میلوں پر اور منیٰ میں حاجیوں کے خیموں میں تشریف لے جا کر فرماتے تھے کہ کون ہے جو میری مدد کرنے اور پناہ دینے کی حامی بھرتا ہے کہ جہاں جا کر میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں؟ ایسے شخص کو میں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ کوئی بھی آپ کی مدد و نصرت کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ لوگ یمن اور دوسرے علاقوں سے جب سفر حج پر آتے تو اپنی قوم کو یہ نصیحت کرتے کہ قریش کے اس نوجوان سے ہوشیار رہنا وہ تمہیں گمراہ نہ کر دے۔

نبی کریمؐ حاجیوں کے خیموں میں جا کر اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ لوگ انگلیوں سے آپ کی طرف اشارے کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انصار مدینہ کو یثرب سے بھیجا۔ آپ کے پاس ایک ایک آدمی آ کر ایمان لاتا اور قرآن سیکھتا تھا اور اپنے اہل خانہ کی طرف واپس یثرب جاتا تو وہ بھی اسلام قبول کر لیتے یہاں تک کہ مدینے کا کوئی محلّہ باقی نہ رہا جہاں مسلمانوں کا ایک گروہ پیدا نہ ہو گیا

جس سے اسلام کو طاقت اور قوت ملی۔ پھر ستر افراد کا ایک وفد مکہ گیا اور حج کے موقع پر شعب ابی طالب میں انہوں نے بیعت کی۔ (احمد) 40

اسی طرح یثرب میں مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ کا اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا۔ رسول اللہؐ نے ان میں وحدت اور مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مصعب بن عمیر کو اسلام کا پہلا مبلغ بنا کر وہاں بھجوایا۔ کچھ عرصہ میں مدینہ میں بھی جمعہ کی ادائیگی شروع ہوگئی۔

سفرِ ہجرت میں تبلیغ

مدینہ کے بریدہ انصاری اپنے خاندان بنی سہم کے ستر سوار لے کر سفر میں تھے کہ نبی کریمؐ سے ملاقات ہوگئی۔ ہر چند کہ ہجرت کا سفر خطرات سے خالی نہ تھا پھر بھی رسول کریمؐ نے اسی گروہ سے تعارف حاصل کیا اور انہیں پیغام حق پہنچایا۔ بریدہ کے ساتھ حضورؐ نے ایسی پر حکمت اور شیریں گفتگو فرمائی کہ انہوں نے خاندان سمیت اسلام قبول کرلیا۔ رسول اللہؐ نے پوچھا۔ آپ کون ہو؟ 'بریدہ' نے اپنا نام بتایا۔ (جس کے معنے ٹھنڈک کے ہیں)۔

رسول اللہؐ نے اس نام کے معنے 'ٹھنڈک' سے نیک تفاؤل لیا اور ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ''ابوبکر! سمجھو کہ ہمارے تعاقب کا معاملہ اب ٹھنڈا پڑ گیا۔'' پھر رسول اللہؐ نے پوچھا۔ ''آپ کس قبیلہ سے ہو؟'' بریدہ نے کہا ''اسلم قبیلہ سے''۔ (اسلم کے معنی سلامتی کے ہیں)۔ رسول اللہؐ نے ابوبکرؓ سے نیک

تفائل کے طور پر فرمایا ''ہمیں سلامتی عطا ہوئی۔''

پھر رسول اللہؐ نے پوچھا ''اولاد کس کی ہو؟'' بریدہ نے کہا۔ ''بنی سہم کی'' (سہم کے معنے ہیں غنیمت کا حصہ)۔ رسول اللہؐ تیسری مرتبہ نیک تفاؤل کے طور پر ابوبکرؓ سے فرمانے لگے کہ ''تمہارے مال غنیمت کا حصہ تمہیں مل گیا۔''

بریدہ نے پوچھا ''آپ کون ہیں؟'' فرمایا ''میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ کا رسول۔'' بریدہ نے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔'' بریدہ اور ان کے تمام ساتھیوں نے وہیں اسلام قبول کرلیا۔ اگلی صبح بریدہ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں مشورہ عرض کیا کہ مدینہ میں اپنے لواء (جھنڈا) کے ساتھ داخل ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا عمامہ کھول کر نیزے پر باندھا اور آگے آگے چلنے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میرے گھر قیام فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میری اونٹنی اللہ کی طرف سے حکم کے مطابق بیٹھے گی۔ (الوفاء) 41

دعوت الی اللہ کا مدنی دور اور تبلیغ عام

کفار مکہ کے ظلم سے تنگ آ کر مدینہ ہجرت ہوئی۔ وہاں امن کے ماحول میں دعوت اسلام کا سلسلہ تیز تر ہوگیا۔ مدینہ آنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ مدینہ کے پہلے مبلغ اسلام مصعب بن عمیرؓ کے علاوہ داعیان الی اللہ کی ایک کثیر تعداد دعوت الی اللہ کے میدان میں اتر چکی تھی۔ پھر بھی آپؐ نے اپنی ذمہ داری کا حق ہمیشہ ادا کیا اور مدینہ کی کھلی مجالس میں جا کر بھی تبلیغ کی۔

اسامہ بن زید غزوہ بدر سے پہلے کا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصاری سردار سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ایک گدھے پر سوار تھے۔ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے آپ کا گزر ہوا جس میں عبداللہ بن ابی بھی تھا جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ مجلس میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین، بتوں کے پجاری اور یہود بھی موجود تھے۔ جب رسول کریمؐ کی سواری کے آنے پر کچھ غبار اُڑی تو عبداللہ بن ابی نے (جو خزرج کے سرداروں میں سے تھا) ناک بھوں چڑھائی اور اپنا منہ چادر سے ڈھانپ کر کہنے لگا۔ ہمارے اوپر مٹی مت اُڑاؤ۔ نبی کریمؐ نے آ کر سلام کیا اور وہاں رک کر ان لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی اور قرآن شریف بھی سنایا۔ عبداللہ بن ابی چیں بجبیں ہو کر کہنے لگا ''اے شخص! اگر یہ درست بھی ہو کہ تیری تعلیم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں پھر بھی تم ہماری مجالس میں آ کر ہمیں ایذاء نہ دیا کرو اور اپنے ڈیرے پر رہو جو تمہارے پاس آئے اسے یہ باتیں بتاؤ۔''

اس پر مجلس میں موجود ایک مخلص صحابی عبداللہ بن رواحہؓ انصاری کو غیرت آئی۔ انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہؐ! آپ بے شک ہماری مجالس میں

تشریف لایا کریں ہمیں یہ بات بہت پسند ہے۔'' اس پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہود کے مابین کچھ تکرار ہوگئی۔ نبی کریمؐ وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ لوگ خاموش ہوگئے تو آپ آگے تشریف لے گئے۔ (بخاری) 42

رسول اللہؐ نے کبھی تبلیغ کیلئے کسی کو حقیر نہیں جانا خواہ وہ کوئی بدحال غریب ہو یا مفلوک الحال یہودی غلام۔ خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی لڑکا تھا جو آپؐ کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حال پوچھنے تشریف لے گئے۔ آپؐ اس کے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اسلام قبول کرلو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی تھا۔ باپ حضور کی شفقت اور احسان دیکھ کر کہنے لگا'' بچے ابوالقاسم جو کہتے ہیں ان کی بات مان لو۔'' چنانچہ وہ بچہ (کلمہ پڑھ کر) مسلمان ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے تو یہ فرمارہے تھے'' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے آگ سے بچالیا ہے۔'' (بخاری) 43

دوسری روایت میں ذکر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لائے تو اس بچے نے جان دیدی آپ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ ادا کرو۔ (احمد) 44

مدنی دور میں تبلیغ کی راہ میں قربانیاں

نبی کریمؐ کے لئے تنہا سارے عرب میں پیغام پہنچانا ممکن نہیں تھا۔ لازماً اس کے لئے انصار و اعوان اور داعیان کی ضرورت تھی۔ مختلف قبائل سے تبلیغ اسلام کے لئے معلمین و مبلغین کے مطالبے بھی ہونے لگے تھے۔ چنانچہ عضل و قارہ قبائل کے مطالبہ پر رسول کریمؐ نے دس صحابہ کو عاصم بن ثابت انصاری کی سرکردگی میں بھجوایا۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ کر رہتے تھے۔ قریش مکہ سے باخبر رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب یہ رجیع مقام پر پہنچے تو ان کے دشمن قبیلہ ہذیل کو ان کی خبر ہوگئی۔ انہوں نے سو تیر اندازوں کا ایک دستہ ان کے تعاقب میں بھیجا۔ جب مسلمانوں کو پتہ لگا تو وہ قریب ہی ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا اگر تم لوگ گرفتاری دے دو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ اسلامی دستے کے امیر عاصم نے کہا کہ مجھے تو کافروں کے عہد پر اعتبار نہیں۔ چنانچہ وہ دشمن کے مقابلے میں تیر برساتے رہے اور ساتھ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

اَلْمَوْتُ حَقٌّ وَالْحَيَاةُ بَاطِلٌ وَكُلُّ مَاقَضَى الْإِلٰهُ نَازِلٌ

یعنی موت برحق ہے اور زندگی بے کار ہے جو خدا کا فیصلہ ہو وہی برحق ہے۔

جب عاصم کے تیر ختم ہو گئے تو وہ نیزے سے لڑنے لگے۔ نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار نکال لی اور لڑتے لڑتے جان دے دی۔ آخری لمحات میں اُن کی زبان پر یہ دعا جاری تھی۔ ''اے اللہ میں نے آخر دم تک تیرے دین کی حفاظت کی

ہے۔اب میری نعش کی حفاظت تو خود کرنا۔‘‘ ان کی دعا اللہ تعالیٰ نے اس معجزانہ رنگ میں قبول فرمائی کہ جب دشمن بے حرمتی کرنے کے لئے ان کی نعش اٹھانے لگتے تا اس کا مثلہ کریں تو بھڑوں کا ایک چھتہ ان پر حملہ آور ہو جاتا اور اُن کی نعش کی حفاظت کرتا۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ بارشوں سے سیلاب آیا اور عاصم کی نعش کو بہا کر لے گیا۔ (الحلبیہ)[45]

یہ واقعہ رجیع کے نام سے معروف ہے جس میں امیر دستہ عاصم بن ثابت اور ان کے چھ اور ساتھی شہید ہو چکے تو ان کے باقی تین ساتھیوں خبیب، زید اور عبداللہ بن طارق نے دشمن کا عہد قبول کرتے ہوئے گرفتاری دے دی۔ جب دشمن ان کو رسیوں سے باندھ رہے تھے تو عبداللہ کہنے لگے یہ پہلی بدعہدی ہے۔ مجھے یہ قید قبول نہیں اور انہوں نے وہیں لڑتے ہوئے جان دے دی۔ خبیب اور زید کو اہل مکہ نے خرید لیا کہ وہ اپنے مقتولین بدر کے عوض انہیں قتل کر کے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کریں گے۔ جس روز انہیں قتل گاہ لے گئے تو خبیب نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ وہ جلد نماز سے فارغ ہوئے اور کہنے لگے خدا کی قسم اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ میں موت سے ڈرتا ہوں تو آج میں لمبی نماز پڑھتا۔ اس قتل ناحق کا تماشہ دیکھنے کے لئے شہر کی عورتیں، بچے اور غلام باہر نکل کر جمع ہو گئے تھے۔ ان سب کو قتل کا عبرتناک منظر دکھانے کے لئے ایک لمبی لکڑی پر خبیب کو لٹکایا گیا۔ پھر کہا کہ ابھی بھی اسلام سے توبہ کر لو تو تجھے آزاد کر دیتے ہیں ورنہ قتل کر دیں گے۔ خبیب نے کہا خدا کی راہ میں میری جان

کی یہ قربانی ایک حقیر نذرانہ ہی تو ہے۔

پھر خبیبؓ نے دعا کی کہ اے اللہ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو تیرے رسول کو میرا سلام پہنچائے۔ پس تو ہی میری طرف سے اپنے رسول کو میرا سلام پہنچا دے اور جو سلوک یہ میرے ساتھ کر رہے ہیں اس کی اطلاع بھی فرما دے۔

دوسری طرف تین سو میل کے فاصلے پر مدینہ میں خدا کے رسول اپنے صحابہ کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما تھے، عین اس وقت اچانک آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اسامہ بن زیدؓ کا بیان ہے ہم نے آپؐ کو ''وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ'' کہتے سُنا۔ جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ ابھی جبریلؑ آئے تھے وہ مجھے خبیبؓ کی طرف سے سلام پہنچا رہے تھے جنہیں قریش نے شہید کر دیا ہے۔

قریش نے اپنے چالیس سرداروں کی اولاد کو (جو بدر میں ہلاک ہوئے تھے) خبیبؓ کے قتل پر اکٹھا کیا تھا اور نیزے ان کے ہاتھ میں تھما کر کہا تھا کہ وہ سب اس شخص کو نیزے مار کر قتل کریں اور آتش انتقام سرد کریں۔ چنانچہ ان سب نے خبیب کو شہید کیا۔ (الحلبیہ) 46

مبلغین کی شہادت کا دوسرا واقعہ بئر معونہ کا ہے۔ جس میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ واقعہ یوں ہوا کہ قبیلہ بنی عامر کا سردار عامر بن طفیل حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خود تو اسلام قبول نہیں کیا مگر کہا کہ مجھے یہ پیغام اچھا لگا ہے

اگر آپؐ اپنے کچھ لوگ ہمارے علاقہ میں بھجوادیں تو شاید وہ لوگ اسلام قبول کرلیں۔حضورؐ نے فرمایا مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے۔ابو عامر نے کہا کہ یہ میرا ذمہ۔چنانچہ اس نے جا کر اہل نجد کو بتادیا کہ محمدؐ کے ساتھیوں کو میں نے پناہ دی ہے۔یہ ستر حفاظِ قرآن تھے جو دن کو قرآن اور نمازیں پڑھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔ان کے امیر حرام بن ملحانؓ نے جب بنی سلیم کو پیغام حق پہنچایا اور رسول اللہؐ کا خط دیتے ہوئے کہا کہ اے اہل بئر معونہ! میں تمہاری طرف رسول اللہؐ کا نمائندہ ہوکر آیا ہوں۔اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ۔اس دوران ایک شخص نے پیچھے سے آکر ان کو نیزہ مارا۔اُن کی گردن سے خون کا فوارہ نکلا۔اس بہادر داعی الی اللہ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ کا نعرہ لگایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔پھر اپنے خون کو ہاتھوں میں لیا اور چہرے اور سر پر چھینٹا مارا۔بعدازاں اُن کے ساتھیوں پر بھی حملہ کردیا گیااور اس میدان میں ستر داعیان الی اللہ نے جام شہادت نوش کیا۔(بخاری)47

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتھیوں کی وفا اور راضی برضا رہنے کا یہ عالم تھا کہ بوقت شہادت انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے حال کی خبر اپنے رسول کو کردے اور ان کو ہمارا سلام اور یہ پیغام پہنچا کہ ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں۔رسول اللہؐ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع ہوگئی اور آپؐ نے

صحابہ کو اس سے مطلع فرمایا۔ ان شہادتوں کا حضور کو اتنا صدمہ اور غم تھا کہ کبھی کسی اور کی وفات پر اتنا غم نہیں ہوا۔ ایک ماہ تک حضور رو رو کر نمازوں میں خدا تعالیٰ سے مدد و نصرت کی دعائیں کرتے رہے۔ 48

سردار طائف عروہ کی شہادت

فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ نے چند روز تک طائف کا محاصرہ کیا تھا مگر جلد ہی محاصرہ اُٹھا کر مدینہ واپس لوٹے تھے۔ مدینہ واپسی پر راستہ میں ہی ثقیف قبیلہ کے ایک سردار عروہ بن مسعود نے آ کر اسلام قبول کرلیا اور پوچھا کہ واپس اپنی قوم میں جا کر اسلام کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ثقیف تمہیں قتل کر دیں گے۔ عروہ نے کہا کہ وہ مجھ سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ عروہ واپس طائف پہنچے۔ قوم کے لوگ ملنے آئے تو عروہ نے اسلام کی طرف دعوت دی، انہوں نے انکار کر دیا اور بُرا بھلا کہنے لگے۔ اگلی صبح عروہ اپنے گھر میں کمرہ سے باہر نکلے اور کلمہ شہادت پڑھا تو ثقیف قبیلہ کے ایک تیر انداز نے تیر مار کر شہید کر دیا۔ آخری لمحات میں ان سے پوچھا گیا اپنے خون کے بدلہ کے بارہ میں کیا کہتے ہو، کہنے لگے ''یہ تو ایک عزت ہے جو خدا نے مجھے بخشی اور شہادت کا رتبہ عطا فرمایا۔''

رسول کریمؐ نے ان کی شہادت پر فرمایا کہ عروہ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کا ذکر سورہ یٰسٓ میں ہے کہ اُس نے اپنی قوم کو رسول کی پیروی کی

طرف بلایا تھا۔ (الحلبیہ)49

میدان جہاد میں دعوت الی اللہ

ہجرت مدینہ کے بعد امن میسر آتے ہی دعوت اسلام کا کام تیز تر ہو گیا لیکن کفار مکہ نے وہاں بھی امن کا سانس نہ لینے دیا اور مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ تب امن کے بادشاہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اپنے دفاع کے لئے مجبوراً تلوار اٹھانی پڑی۔ اس زمانہ میں بھی آپؐ نے دعوت الی اللہ کا فریضہ ہمیشہ مقدم رکھا۔ یہود خیبر کی مدینہ پر حملہ کی دھمکیوں اور خطرہ کے پیش نظر اسلامی لشکر محاصرہ خیبر پر مجبور ہوا تو اس دوران ایک حبشی غلام یہود خیبر کی بکریاں چراتا ہوا ادھر آ نکلا۔

جنگ کی حالت تھی، محاصرہ جاری تھا۔ وہ غلام جنگل سے بکریاں لے کر شہر کی طرف آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ باہر مسلمانوں کی فوج نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس موقع پر ہمارے سید و مولیٰ کا شوق تبلیغ دیکھنے کے لائق تھا۔ آپؐ تبلیغ کے لئے کسی کو حقیر نہ جانتے تھے۔ چنانچہ اس حبشی چرواہے کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔ اس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ حضورؐ نے فرمایا جنت بشرطیکہ اسلام پر ثابت قدم رہو۔ اس پر وہ مسلمان ہو گیا۔ (الحلبیہ)50

حضرت علیؓ کو نصیحت

آنحضرتؐ جنگ میں دعوت الی اللہ کا یہ پاکیزہ نمونہ دکھانے کے بعد حضرت علیؓ کو سالار لشکر بنا کر اس نوید کے ساتھ قلعہ خیبر فتح کرنے بھیجا کہ تمہارے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ انہیں یہ تلقین فرمائی کہ یہود (جن کی طرف سے اعلان جنگ ہوا تھا) پر حملہ سے قبل ایک دفعہ پھر انہیں دعوت اسلام دینا۔ چنانچہ فرمایا اے علی! جب تم ان کے میدان میں اترو تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ قبول اسلام کی صورت میں ان کی کیا ذمہ داریاں ہونگی اور یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو تیرے لئے کئی سرخ اُونٹوں کی دولت سے زیادہ بہتر ہے۔ (بخاری) 51

غزوات میں دشمن پر احسان اور تبلیغ

رسول اللہؐ نجد کی طرف ایک مہم پر تشریف لے گئے جسے غزوۂ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں۔ واپسی پر دوپہر کے وقت آرام کے لئے ایک سایہ دار درختوں کی وادی میں حضورؐ نے قیام فرمایا۔ لوگ درختوں کے نیچے آرام کرنے لگے۔ رسول کریمؐ بھی ایک کیکر کے درخت کے نیچے لیٹ گئے اور تلوار اس کے اوپر لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں ابھی ہم کچھ دیر ہی سوئے تھے کہ اچانک رسول اللہؐ کو ہم نے بلاتے سنا۔ حاضر خدمت ہوئے تو ایک بدو وہاں بیٹھا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے میرے سوتے ہوئے میری تلوار سونت لی اور مجھے جگا کر پوچھا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا ''اللہ''۔ جس پر

تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی تب میں نے تلوار ہاتھ میں لے کر اس سے پوچھا اب تم بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے کہا سوائے آپ کے کوئی نہیں۔آپؐ سے اچھے سلوک کی توقع ہے۔ دشمن قبیلہ کا یہ شخص غورث بن حارث دراصل آپ کے تعاقب میں تھا۔آنحضورؐ نے صحابہؓ کو بلایا تو وہ اسے ڈرانے دھمکانے لگے۔آپؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اس نے کہا نہیں لیکن میں آپؐ کے خلاف کبھی لڑائی میں شریک نہ ہوں گا۔(بخاری) 52

نبی کریمؐ نے اس جانی دشمن کو بھی معاف کر دیا۔وہ آپؐ کے شفقت بھرے سلوک سے اتنا متاثر ہوا کہ نہ صرف اس نے بلکہ اس کی قوم کے بہت سے لوگوں نے رسول اللہؐ کی حفاظت کا یہ معجزانہ نشان دیکھ کر اس کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی توفیق پائی۔(زرقانی) 53

داعیان کی تیاری

مدینہ کے نواحی قبائل اور قوموں سے لوگ آ کر آنحضورؐ کی صحبت میں رہتے،تربیت پا کر واپس جاتے اور اپنے علاقے میں دعوت اسلام کی خدمات بجالاتے تھے۔مالک بن حویرثؓ ایک دفعہ بیس ساتھیوں کے ساتھ آ کر مدینہ میں کئی روز ٹھہرے اور دین اسلام سیکھ کر واپس گئے۔(بخاری) 54

اصحاب صفہ کی تعلیم قرآن وسنت کا مسجد نبوی میں مستقل انتظام تھا۔

رسول کریمؐ کی دعوت اور تربیت کا بہترین طریق حسنِ عمل اور کردار تھا جو ہمیشہ ہی کامیاب ثابت ہوا۔ آغاز اسلام میں حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ پر ایمان لائے تو اس کا بنیادی سبب بھی رسول اللہؐ کا حسنِ کردار ہی تھا۔ پھر ان کی تبلیغ اور نمونہ سے اور لوگ مسلمان ہوئے۔

تالیف قلب اور احسان

نبی کریمؐ نے ایک گھڑ سوار دستہ نجد کی طرف بھجوایا۔ وہ بنی حنیفہ کے ایک سردار ثمامہ بن اُثال کو گرفتار کر لائے جسے مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ نبی کریمؐ مسجد میں تشریف لائے اور ثمامہ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ یعنی تمہیں کس سلوک کی توقع ہے؟ اس نے کہا میری رائے اچھی ہے کیونکہ آپ ہمیشہ احسان کرنے والے ہیں۔ اگر مجھے قتل کریں گے تو میرا قبیلہ اس کا بدلہ لے گا اور اگر آپ احسان کا سلوک کریں گے تو ایک شکر گزار انسان پر احسان کریں گے اور اگر آپ میری آزادی کے عوض کوئی مال وغیرہ چاہتے ہیں تو جو مانگنا چاہتے ہیں مانگیں۔ حضورؐ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ (مقصود یہ ہوگا کہ وہ مسجد نبوی میں مسلمانوں کی عبادت وغیرہ کے احوال دیکھ لے) اگلے روز پھر نبی کریمؐ نے اس سے وہی سوال دوہرایا۔ وہ بولا کہ میرا وہی جواب ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو یہ ایک شکر گزار بندے پر احسان ہوگا۔ دوسرے روز بھی حضورؐ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ پھر

تیسرے روز اس سے وہی سوال پوچھا وہ کہنے لگا کہ میں پہلے ہی جواب عرض کر چکا ہوں۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو آزاد کر دو۔ثمامہ رسول اللہؐ کے حسن سلوک، مسلمانوں کی پنجوقتہ عبادت، اطاعت اور وحدت کے نظارے سے اس قدر متاثر ہو چکا تھا کہ آزاد ہوتے ہی قریب کے نخلستان میں جا کر غسل کیا۔ مسجد نبوی میں آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر کہا ''اے محمد! آپ کا چہرہ روئے زمین پر میرے لئے سب سے زیادہ قابل نفرت تھا مگر آج آپ مجھے دنیا میں سب سے پیارے ہیں۔خدا کی قسم کوئی مذہب مجھے آپ کے مذہب سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا مگر آج آپ کا دین اسلام مجھے تمام دینوں سے زیادہ پیارا ہو چکا ہے۔خدا کی قسم کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ میرے لئے قابل نفرت نہ تھا۔آج آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو چکا ہے۔آپؐ کے دستہ نے جب مجھے گرفتار کیا تو میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا۔اب میرے لئے کیا حکم ہے؟'' نبی کریمؐ نے اس کے یہ تاثرات سن کر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ثمامہ کو دنیا و آخرت کی بھلائی کی بشارت دی اور عمرہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔وہ مکہ عمرہ کرنے گئے تو کسی نے کہہ دیا تم بھی صابی ہو گئے ہو یعنی نیا دین اختیار کر لیا ہے۔اس نے کہا نہیں میں مسلمان ہو کر محمد رسول اللہؐ پر ایمان لایا ہوں اور کان کھول کر سن لو! خدا کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے غلہ کا ایک دانہ نہیں آئے گا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت عطا نہ فرمائیں۔(بخاری)[55]

فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول اللہؐ کی تالیف قلبی اور احسان کو دیکھ کر مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے اسلام قبول کرلیا تھا جس کی تفصیل غزوات میں خلق عظیم اور انفاق فی سبیل اللہ کے زیر عنوان موجود ہے۔

یہود مدینہ کو تبلیغ

رسول اللہؐ کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت یہود کے تین بڑے قبائل موجود تھے جو مسلمانوں کے ساتھ میثاق مدینہ کے معاہدہ امن میں شریک تھے مگر اپنی بدعہدی کی وجہ سے باری باری مدینہ سے انکا اخراج ہوتا رہا۔

ہر چند کہ یہود مدینہ پر اتمام حجت ہوچکی تھی۔ ان کے کئی سرداروں پر آپ کی سچائی کھل چکی تھی، ایک خدا ترس یہودی عالم عبداللہ بن سلام کو تو قبول اسلام کی توفیق مل گئی لیکن باقی یہود کا رویّہ اپنے سرداروں کی وجہ سے معاندانہ رہا کیونکہ باقی سردار اپنی انا اور ہٹ دھرمی کے باعث اپنی سرداری چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے۔اسی لئے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر دس یہودی سردار بھی ایمان لے آتے تو سارے یہودی ایمان لے آتے۔ (بخاری) 56

یہود رسول اللہؐ کی مجالس میں حاضر ہوکر مختلف اعتراض بھی کرتے اور سوالات بھی اور تسلی بخش جواب بھی پاتے مگر ہدایت کی توفیق نہ ملی۔ رسول اللہؐ آخر دم تک ان پر اتمام حجت فرماتے رہے اور یہود اپنے وطیرہ کے مطابق انکار پر مصر رہے۔

نبی کریمؐ مدینہ میں یہود کی علمی درسگاہ بیت مدراس بھی تشریف لے جاتے تھے۔حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک روز مسجد نبوی میں موجود تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ''چلو آج یہود کی طرف چلتے ہیں۔'' چنانچہ ہم یہود کی تعلیمی درسگاہ بیت مدراس گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں یہودی علماء سے گفتگو کے دوران انہیں دعوت اسلام دی اور فرمایا کہ اے یہود کی جماعت! تم اسلام قبول کرلو امن میں آجاؤ گے۔(بخاری) 57

نصاریٰ کو تبلیغ

سرزمینِ عرب میں موجود کوئی مذہب ایسا نہ تھا جس پر آنحضرتؐ نے اتمام حجت نہ فرمائی ہو۔نجران کے عیسائیوں کو بھی آپ نے تبلیغ کی۔آغاز اسلام میں نجران میں چھوٹی سی خود مختار عیسائی ریاست قائم تھی جسے قیصر روم کی سرپرستی حاصل تھی۔اہل نجران کو رسول اللہؐ کے دعویٰ کی اطلاع مکی دور میں مہاجرین حبشہ کے ذریعہ ہو چکی تھی۔چنانچہ انکا چوبیس افرد پر مشتمل پہلا وفد 10 نبوی میں مکے آیا۔انہوں نے رسول اللہؐ کی تبلیغ سن کر اسلام قبول کرلیا۔(الحمدیہ) 58

مدینہ آکر اہل نجران سے رابطہ رسول اللہؐ کے اس خط کے ذریعہ بحال ہوا جو آپؐ نے اُن کے مذہبی راہنما لارڈ بشپ کے نام لکھا جس میں آپؐ نے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے بعض مشترک قدروں کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت ابراہیمؑ ،حضرت اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے ادب واحترام کرنے کا ذکر کیا۔پھر

خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلاتے ہوئے دعوت دی کہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دینا قبول کرلیں۔

اس خط کے نتیجہ میں 2ھ میں نجران کا ایک سہ رکنی وفد مدینے آیا جسے معاہدہ صلح کیلئے ایک عبارت تجویز کر کے دی گئی۔ بعد میں 9ھ کے زمانہ میں ساٹھ رکنی وفد نجران آیا جس میں ان کے مذہبی اور سیاسی رہنما بھی موجود تھے۔اسی موقع پر بحث و تمحیص کے بعد اہل نجران کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا جو انہوں نے قبول نہیں کیا بلکہ معاہدہ صلح کی توثیق کر دی۔(بیھقی)59

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نجران کے عیسائی رہنماؤں سے جو مدلل تبلیغی گفتگو رسول اللہؐ نے فرمائی اس کا مختصر ذکر کر دیا جائے۔

اول رسول کریمؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہ کہنے لگے ''ہم تو پہلے سے مسلمان ہیں۔یعنی دین حق پر قائم ہیں اور اللہ کے حکم ماننے والے ہیں۔'' رسول کریمؐ نے فرمایا '' تم غلط کہتے ہو خدا کا بیٹا تسلیم کرنے ،صلیب کی پرستش اور خنزیر کھانے جیسی خرابیوں میں پڑ جانے کے بعد تم اپنے آپ کو مسلمان اور دینِ حق پر قائم کیسے کہہ سکتے ہو؟ کیونکہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم نہیں۔''

انہوں نے بحث کا پہلو اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اگر عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں تو آپ بتائیں اس کا باپ کون ہے؟اس سوال پر انہوں نے خوب بحث کی۔رسول کریمؐ نے فرمایا کہ یہ تو تم جانتے ہو کہ کوئی بیٹا ایسا نہیں ہوتا جو باپ کے

مشابہ نہ ہو۔انہوں نے کہا ’’ ٹھیک ہے۔‘‘ آپؐ نے فرمایا’’ کیا تمہیں پتہ ہے ہمارا رب زندہ ہے۔اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تمہارے عقیدہ کے مطابق بھی ایک دفعہ موت آ چکی ہے کیونکہ انہوں نے تمہارے نزدیک تمہارے گناہوں کے کفارہ کے لئے موت کا پیالہ پیا؟‘‘ انہوں نے کہا’’ ہاں یہ بھی درست ہے۔‘‘ رسول اللہؐ نے فرمایا’’ تمہیں پتہ ہے ہمارا رب ہر شے کا نگران ہے۔وہ ہر ایک کی حفاظت کرتا ہے اور اسے رزق بہم پہنچاتا ہے۔‘‘انہوں نے کہا’’ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔‘‘ آپؐ نے فرمایا’’ اچھا اب یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان باتوں میں سے کس پر قدرت حاصل ہے؟‘‘ (کہ اسے خدا کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کا بیٹا قرار دیا جائے)۔انہوں نے کہا’’ اُن میں سے کوئی بات حضرت مسیح میں ہم نہیں جانتے۔‘‘ آپؐ نے فرمایا کہ’’ ہمارے رب نے حضرت عیسیٰ کو رحم مادر میں جیسے چاہا شکل عطا فرمائی۔پھر ہمارا رب نہ تو کھاتا ہے نہ پیشاب پاخانہ کرتا ہے۔‘‘انہوں نے کہا’’ یہ درست ہے۔‘‘ آپؐ نے فرمایا’’ کیا تمہیں پتہ ہے کہ عیسیٰؑ کی والدہ اسی طرح حاملہ ہوئیں جیسے ایک عام عورت حاملہ ہوتی ہے؟ پھر اسی طرح عیسیٰ کی ولادت ہوئی جس طرح ایک عام عورت بچہ جنتی ہے۔پھر حضرت عیسیٰؑ بچے کی طرح غذا بھی لیتا تھا اور کھاتا پیتا اور پیشاب بھی کرتا تھا۔‘‘انہوں نے کہا’’ ہاں‘‘ آپ نے فرمایا’’ پھر تمہارا یہ دعویٰ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے کیسے درست ہوسکتا ہے؟‘‘ اس پر وہ لاجواب اور خاموش ہو کر

رہ گئے ۔(واحدی)[60]

شاہان مملکت کو خطوط

شاہان مملکت کو خطوط بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان تبلیغی شاہکار اور بہادرانہ کارنامہ ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانان مدینہ کو سب سے بڑا خطرہ جنوب میں قریش مکہ سے تھا جن کے ساتھ 6ھ میں حدیبیہ مقام پر ایک صلح نامہ ہو گیا۔ ہر چند کہ ابھی شمال کی طرف سے یہود خیبر کا خطرہ موجود تھا مگر بڑے خطرہ کے ٹل جانے سے مدینہ کے حالات معمول پر آنے لگے اور مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ امن کو تبلیغ کی وسعت کے لئے غنیمت جانا اور عرب کے چاروں اطراف میں شاہان مملکت کو تبلیغ خط لکھے۔ اس زمانہ میں ایران اور روم کی حکومتیں دنیا کی عظیم ترین سلطنتیں تھیں۔ عرب ریاستیں ان کی باجگزار اور تابع مہمل سمجھی جاتی تھیں۔ اندریں حالات ایک عرب کا ان حکومتوں کو خطاب اور اپنی اطاعت کی طرف بلانا اعلان جنگ کے مترادف تھا۔ کوئی عام انسان ایسی جرأت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ تبلیغی خطوط رسول اللہؐ کا اپنے مشن پر یقین خدا کی ذات پر کامل ایمان و توکل اور غیر معمولی شجاعت کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔

کسریٰ شاہ ایران کو خط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ بن قیسؓ کو اپنا خط دے کر کسریٰ بن ھرمز شہنشاہ ایران کے پاس بھجوایا۔ اس خط کی عبارت تبلیغی مکاتیب کیلئے راہنما ہے۔ آپؐ نے لکھا:۔

''اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمان اور رحیم ہے۔ اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے یہ خط فارس کے شہنشاہ کسریٰ کے نام ہے۔ جو بھی ہدایت کی پیروی کرے، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اس پر سلامتی ہو۔ میں آپ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تا کہ ہر زندہ شخص کو ہوشیار کروں اور انکار کرنے والوں پر فرد جرم لگ جائے۔ آپ اسلام قبول کر لیجئے سلامتی آپ کا خیر مقدم کرے گی اور اگر آپ انکار کریں گے تو آپ کی قوم مجوس کا گناہ بھی آپ پر ہوگا۔'' (بخاری) 61

کسریٰ شاہ ایران نے یہ خط پڑھ کر پھاڑ ڈالا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ اس کی حکومت اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اُس نے گورنر یمن باذان کو رسول اللہؐ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس کے قاصد جب رسول اللہؐ کے پاس گرفتار کرنے کیلئے آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خدا کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہؐ کی یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ اسی رات کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ چھ ماہ بعد وہ خود بھی

زہر پینے سے ہلاک ہو گیا اور اس کی بہن حکمران ہوئی اور یوں حکومت ایران پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔

قیصر شہنشاہِ روم کو خط

رسول اللہؐ کے صحابی حضرت دحیہ الکلبیؓ کے ذریعہ حسب دستور حاکم بصریٰ کے توسط سے یہ خط قیصر روم کو روانہ کیا گیا۔ اس خط کو اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے حضورؐ نے شاہی آداب کے موافق قیصر کو ''عظیم الروم'' کے لقب سے خطاب فرمایا اور اسلام اور عیسائیت کی مشترک قدر توحید کی طرف دعوت دیتے ہوئے نیز ہدایت قبول کرنے والے کیلئے دعاؤں کے ساتھ خط کا آغاز فرمایا اور اسلام قبول کرنے کی صورت میں دوہرے اجر کی بشارت دی۔ پہلا اجر حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کا اور دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی صورت میں۔ پھر اس تبشیر کے ساتھ انذار بھی فرمایا کہ انکار کی صورت میں رعایا کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔

شاہِ روم ہرقل کی سعادت مندی تھی کہ اس نے رسول اللہؐ کا یہ خط بہت سنجیدہ نظر سے دیکھا۔ عزت کے ساتھ سونے کی ایک ڈبیہ میں اُسے محفوظ کر کے رکھا۔ مزید تحقیق کے لئے عربوں کے ایک وفد سے معلومات حاصل کیں جو ابوسفیان کی سرکردگی میں تجارت کے لئے شام گیا ہوا تھا۔

پھر ابوسفیان سے کہا کہ تم نے میرے سوالوں کے جواب میں جو کچھ کہا

ہے اگر وہ واقعی درست ہے تو وہ شخص ضرور میرے ملک پر غالب آئے گا۔ اگر میرے لئے ممکن ہوتا تو میں ضرور اس کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس کے پاؤں دھوتا۔مگر بعد میں جب ھرقل نے اپنی قوم کے سرداروں کے سامنے بڑی حکمت سے منصوبہ بندی کر کے آنحضرتؐ کا دعویٰ پیش کیا تو انہوں نے سختی سے انکار کر دیا۔اس پر ھرقل ڈر گیا اور اسلام قبول کرنے کی جرأت نہ کی۔(بخاری) 62

رومی حاکم فروہ بن عمرو جزامی کا قبول اسلام

ایمان کی توفیق بھی انسان کی طبعی سعادت اور خدا کے فضل پر موقوف ہوتی ہے۔ جہاں ھرقل نے ایک عظیم الشان حکومت کا شہنشاہ ہوتے ہوئے دنیا کو مقدم کیا اور ڈر گیا وہاں اس کے ایک عامل فروہ کو جب اسلام کا پیغام پہنچا تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔فروہ عرب علاقوں کے لئے رومی حکومت کی طرف سے گورنر مقرر تھا۔رسول کریمؐ نے اُس کی طرف بھی تبلیغی خط لکھا۔اس نے اپنا نمائند رسول اللہؐ کی خدمت میں بھجوا کر اپنے قبول اسلام کی اطلاع کی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سواریاں خچر، گھوڑا وغیرہ اور کچھ قیمتی پوشاکیں (جن پر سونے کا کام تھا) تحفہ بھجوائیں۔

جب شاہ روم کو پتہ چلا کہ فروہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اسے پکڑ کر قید کر دیا اور مسلسل دھمکیاں دیتا رہا کہ اس دین سے لوٹ آؤ تو حکومت واپس مل جائے گی۔استقامت کے شہزادے فروہ نے کمال بہادری سے جواب دیا کہ میں

محمد مصطفیٰ ؐ کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا اور تم بھی جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ ؑ نے اس نبی کی خبر دی تھی مگر تم اپنی حکومت کے چھن جانے کے ڈر سے اسلام قبول نہیں کرتے ہو۔شاہِ روم نے اُسے صلیب دے کر شہید کر دیا۔(الحلبیہ)63

نجاشی شاہ حبشہ کے نام خط

رسول اللہؐ نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو نجاشی شاہ حبشہ کی طرف خط دیکر بھجوایا۔جس میں بسم اللہ کے بعد تحریر فرمایا:۔

''یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے شاہ حبشہ نجاشی کے نام ہے۔میں تمہارے پاس اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا اور امن دینے والا ہے، حفاظت کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے پاکباز مریم بتول کو عطا کیا اور وہ عیسیٰ کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔میں آپ کو اس خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ دعوت دیتا ہوں کہ آپ میری پیروی کریں اور اس کلام پر ایمان لائیں جو میرے پاس آیا ہے۔میں اللہ کا رسول ہوں۔میں نے آپ کے پاس اپنے چچا کے بیٹے جعفرؓ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھجوایا ہے۔سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔''

نجاشی نے یہ خط پا کر آنکھوں سے لگایا اور تخت شاہی سے نیچے اتر آیا اور

انکساری سے زمین پر بیٹھ رہا۔ پھر اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا اور کہا ’’اگر مجھے طاقت ہوتو ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔‘‘

شاہ مصر کو خط

مقوقس شاہ مصر کو تبلیغی خط حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعہ حدیبیہ سے واپسی پر بھجوایا گیا۔ مقوقس مذھباً عیسائی تھا۔ اس خط کا مضمون بھی قیصر روم کے خط سے ملتا ہے۔

مقوقس نے قاصد نبوی سے کچھ سوال و جواب کے بعد سعادت مندی کا مظاہرہ کیا۔ مکتوب نبوی ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں رکھا اور رسول اللہؐ کی خدمت میں جواباً تحریر کیا کہ میں نے آپ کے خط کا مضمون سمجھ لیا ہے۔ مجھے ایک نبی کے ظہور کا اندازہ تھا مگر خیال تھا کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا۔

اُس نے آپؐ کے قاصد کا اکرام کیا چنانچہ اسے سو دینار اور پانچ پوشاکیں دیں اور رسول اللہؐ کی خدمت میں بیس پوشاکیں اور معزز خاندان کی دو لڑکیاں بھجوائیں۔ ان میں سے ایک خاتون ماریہ رسول اللہؐ کے عقد میں آئیں۔ مقوقس نے قاصد رسولؐ سے کہا تھا کہ میرے درباریوں کو تمہارے ساتھ ہونے والی گفتگو کا پتہ نہ چلے۔ میں حکومت چھن جانے کے ڈر سے اپنی قوم سے اسلام کے بارہ میں بات نہیں کرتا، ورنہ میں جانتا ہوں کہ یہ نبی ایک دن ہماری سرزمین پر غالب آئے گا اور اس کے ساتھی یہاں اتریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا

اور 17 ھ میں مصر فتح ہوگیا۔ (الحلبیہ) 64

غسانی سردار کے نام خط

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وھب الاسدی کو حارث بن ابی شمر کی طرف دعوت اسلام کے لئے اپنا خط دے کر بھجوایا اور لکھا کہ اسلام قبول کرلو تو تمہاری حکومت بھی قائم و دائم رہے گی۔ اس نے خط پڑھ کر پھینک دیا اور کہا ''کون ہے جو میرا ملک مجھ سے چھین سکے؟ میں اس کے خلاف لشکر کشی کرونگا۔'' اور قاصد سے کہا کہ اپنے آقا کو جا کر یہ بتا دو۔

پھر اس نے قیصر شاہ روم کو مکتوب نبوی کی اطلاع دی۔ قیصر نے جواباً لکھا کہ تمہیں اس نبی کے خلاف لشکر کشی کی ضرورت نہیں اور مجھے ایلیاء مقام پر آ کر ملو۔ یہ جواب آنے پر اس نے رسول اللہؐ کے قاصد کو بلوا بھیجا اور سو دینار اور پوشاک انعام دی اور کہا کہ رسول اللہؐ کو میرا اسلام کہنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قاصد سے اس کے احوال سنے تو فرمایا کہ اس کی حکومت تباہ و برباد ہوگی۔ فتح مکہ کے سال حارث بن ابی شمر کی وفات ہوگئی۔ (الحلبیہ) 65

حاکم یمامہ کے نام خط

رسول اللہؐ نے سُلیط بن عمرو عامری کو اپنا خط دے کر ھوذہ بن علی حنفی حاکم یمامہ کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھجوایا اور لکھا کہ میرا دین عنقریب

غالب آئے گا۔تم اسلام قبول کرلو امن میں آجاؤ گے اور تمہاری حکومت تمہارے ہی سپرد رہے گی۔ اس نے وہ خط پڑھ کر جواباً لکھا۔آپ کا پیغام نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے۔میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں۔عرب لوگ میرے مرتبہ سے ڈرتے ہیں۔آپ اپنی حکومت میں سے میرا بھی کچھ حصہ مقرر کریں تو میں آپ کی پیروی کرلونگا۔ نبی کریمؐ نے اس کا خط پڑھ کر فرمایا اگر وہ زمین کا ٹکڑا بھی مانگتا تو میں اسے نہ دیتا۔فتح مکہ سے واپسی پر جبریلؑ نے رسول اللہؐ کو ھوذہ کی وفات کی خبر دی۔(الحلبیہ)66

شاہِ غسان کے نام خط

جبلہ بن ایہم شاہ غسان کو بھی رسول اللہؐ نے خط لکھا جس میں اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اسلام قبول کرلیا اور حضرت عمرؓ کے زمانہ تک مسلمان رہا۔(الحلبیہ)67

سردار طائف کے نام خط

ذی القلاع حمیری شاہان طائف میں سے تھا۔اس نے خدائی کا دعویٰ کررکھا تھا۔رسول اللہؐ نے اس کے نام تبلیغی خط لکھا اور جریر بن عبداللہؓ کے ہاتھ بھجوایا۔جریر کی واپسی سے قبل رسول اللہؐ کی وفات ہوگئی۔

سرداران عمان کو خطوط

نبی کریمؐ نے عمان کے دو سرداروں جیفر اور عبد کو عمرو بن عاصؓ کے ہاتھ خطوط بھجوائے۔ بڑے بھائی جیفر نے کہا میں کل سوچ کر جواب دونگا۔ اگلے روز اس نے کچھ تردّد کے بعد اسلام قبول کرلیا اور عمرو بن العاص کو اجازت دی کہ وہ اسلام قبول کرنے والوں سے زکوٰۃ وصول کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے امراء سے زکوٰۃ وصول کر کے وہاں کے غرباء میں تقسیم کر دی۔ (الوفاء) [68]

رئیس بحرین کو خط

رسول کریمؐ نے علاء بن حضرمی کے ذریعہ منذر بن ساویٰ العبدی رئیس بحرین کو خط بھجوایا۔ منذر نے جواب میں آپ کی تصدیق کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ رسول کریمؐ نے اس کی امارت قائم رکھی اور فرمایا کہ مسلمانوں کو مذھبی آزادی کا حق ملنا چاہئے اور یہود و مجوس سے جزیہ وصول کیا جائے۔ (الحلبیہ) [69]

شاہان حمیر کے حضور کے نام خطوط

تبوک پر رومی فوجوں کے اجتماع کی اطلاع پا کر رسول اللہؐ نے سفر تبوک اختیار کیا تو کئی قبائل پر ھیبت طاری ہوئی۔ اس سفر سے واپسی پر شاہان حمیر نے آنحضور کی خدمت میں اپنے قبول اسلام کا خط بھجوایا۔ آنحضورؐ نے جوابی مراسلہ میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت عطا فرمائی ہے تم

اصلاح کرو اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور نماز اور زکوٰۃ اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرو۔ میرے نمائندوں سے حسن سلوک کرو جن کے امیر معاذ بن جبل ہیں اور قوم حمیر سے بھی حسن سلوک کرنا کہ رسول اللہؐ تمہارے امراء وفقراء سب کے ولی ہیں۔(الحلبیہ)70

عام الوفود

غیر جانبدار قبائل عرب مکہ و مدینہ کی جنگ کے دوران طبعاً اس انتظار میں تھے کہ غالب آنے والے فریق کا ساتھ دیں گے۔وہ مسلمانوں کے غلبہ کی اُمید پر اپنے قبول اسلام کے لئے فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے۔چنانچہ فتح مکہ کے بعد 9ھ میں اس کثرت سے قبائل عرب مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا کہ یہ سال عام الوفود کے نام سے مشہور ہو گیا جس میں ستر کے قریب وفود آئے۔

رسول کریمؐ کی ہدایت پر صحابہ کرام نے ان وفود کی خوب مہمان نوازی اور خاطر تواضع کی۔رسول اللہؐ ان وفود کو تالیف قلبی کی خاطر انعام واکرام سے بھی نوازتے اور وہ اسلام کے قریب ہو جاتے۔ان وفود میں سے چند ایک کا ذکر حضورؐ کی پُرحکمت تبلیغی گفتگو کے حوالے سے کیا جا رہا ہے۔

ا۔وفد سعد بن بکر

حضرت انسؓ اس وفد کی آمد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے

تھے کہ ایک شتر سوار آیا۔ اس نے اپنا اونٹ باندھ کر پوچھا تم میں سے محمدؐ کون ہے؟ نبی کریمؐ درمیان میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے کہا یہ جو گورے رنگ کے ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے ندا دی۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے! نبی کریمؐ نے کمال تحمل سے جواب دیا۔ میں حاضر ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ میں آپ سے ذرا سختی سے کچھ سوال کروں گا آپ برا نہ ماننا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اس نے آپؐ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ پھر اس نے قسم دے کر روزوں کی فرضیت، زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ کے بارے میں سوال کیا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ہاں میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان باتوں کا حکم دیا ہے۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا میں اس تعلیم میں ایمان لاتا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں قبیلہ سعد بن بکر کا نمائندہ ہوں۔ (بخاری) 71

ضمام بن ثعلبہ نے جو اپنی قوم کا سردار بھی تھا واپس جا کر یہ پیغام اپنی قوم کو بھی پہنچایا۔

۲۔ عدی بن حاتم طائی کی آمد

حاتم طائی کا نام اپنی سخاوت کیوجہ سے عربوں میں ضرب المثل ہے۔

حاتم رسول اللہؐ کے زمانے سے پہلے ہی وفات پا چکا تھا۔اس کے بیٹے عدی اپنے قبول اسلام کا دلچسپ واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کا سردار تھا اور عرب رواج کے مطابق مال غنیمت کا چوتھا حصہ وصول کرتا تھا۔جب میں نے رسول اللہؐ کی بعثت کے بارے میں سُنا تو مجھے یہ بات سخت ناگوار گزری اور میں نے اپنے ایک غلام کو جو میری بکریاں چراتا تھا اس کام سے فارغ کر کے یہ ذمہ داری سونپی کہ جب تمہیں اس علاقے میں محمدؐ کے لشکروں کے آنے کا پتہ چلے تو مجھے اس کی اطلاع کرنا۔ایک دن وہ میرے پاس آکر کہنے لگا کہ محمدؐ کے حملے کے وقت جو حفاظتی تدبیر تم نے کرنی ہے کرلو محمدؐ کے لشکر سر پر ہیں۔عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ منگوائے۔اپنے بیوی بچوں کو ان پر سوار کیا اور ملک شام میں اپنے ہم مذہب عیسائیوں کے پاس جا کر پناہ لی۔اپنی ایک بہن اور دیگر رشتہ داروں کو پیچھے چھوڑ آیا۔اس بیچاری پر یہ مصیبت گزری کہ وہ جنگ حنین میں قید ہوگئی۔جب قیدی رسول اللہؐ کے پاس آئے اور حضورؐ کو پتہ چلا کہ میں ملک شام کو بھاگ گیا ہوں تو آپ نے میری بہن کے ساتھ بہت احسان کا سلوک کیا۔اسے پوشاک،سواری اور اخراجات کے لئے رقم عنایت فرمائی۔وہ مجھے ڈھونڈتی ہوئی ملک شام آنکلی۔مجھے کوسنے لگی کہ تم بہت ظالم اور قطع رحمی کرنے والے ہو۔میں نے نادم ہو کر معذرت کی۔وہ بہت دانا خاتون تھی۔میں نے اس سے پوچھا کہ اس شخص (محمدؐ) کے بارے میں تمہاری کیا

رائے ہے؟ اس نے کہا کہ میری مانو تو جتنا جلدی ممکن ہے ان سے جا کر ملاقات کرو۔ اگر تو وہ نبی ہیں تو تمہارا ان کے پاس جلد جانا باعث فضیلت ہے اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو بھی تمہیں ان کا قرب ہی نصیب ہوگا۔ میں نے سوچا کہ یہ مشورہ تو بہت عمدہ ہے۔ اس طرح عدی کی بہن نے اپنے مسلمان ہونے کا ذکر کئے بغیر حکمت عملی سے انہیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ کرلیا۔ عدی کہتے ہیں میں مدینے پہنچا اور اپنا تعارف کروایا تو حضورؐ مجھے اپنے گھر لے کر جانے لگے۔ راستے میں ایک بوڑھی عورت آپؐ سے ملی، اس نے آپؐ کو روک لیا۔ آپ دیر تک کھڑے اس کی بات سنتے رہے۔ میں نے دل میں کہا یہ شخص بادشاہ تو نہیں لگتا۔ پھر جب حضورؐ کے گھر پہنچا تو وہاں ایک گدیلا پڑا تھا جس کے اند کھجور کی شاخیں بھری تھیں۔ حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے اُسے بچھا کر مجھے بیٹھنے کیلئے فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس پر تشریف رکھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں آپ ہی بیٹھو گے اور رسول اللہؐ خود زمین پر بیٹھ رہے۔ میں نے دل میں کہا کہ خدا کی قسم یہ تو بادشاہوں والی باتیں نہیں۔ پھر حضورؐ مجھے بار بار یہی فرماتے رہے کہ عدی تم اسلام قبول کرلو امن میں آجاؤ گے۔ میں نے عرض کیا کہ میں پہلے سے ایک دین پر قائم ہوں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے تمہارے دین کا تم سے زیادہ پتہ ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا مجھ سے زیادہ؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم فلاں عیسائی فرقہ سے ہونا! میں نے عرض کیا جی

ہاں ۔آپؐ نے فرمایا تم عرب سرداروں کے قدیم دستور کے مطابق مالِ غنیمت کا چوتھا حصہ بھی وصول کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔آپؐ نے فرمایا تمہیں پتہ ہے تمہارے دین کے مطابق یہ طریق جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور۔

یہ سن کر میں نے دل میں کہا کہ خدا کی قسم یہ تو اللہ کی طرف سے بھیجا گیا نبی معلوم ہوتا ہے جو ایسا علم رکھتا ہے۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا اے عدی! تمہیں اس دین میں داخل ہونے میں یہی روک ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ اس کی پیروی کمزور اور غریب لوگوں نے کی ہے جنہیں سارے عرب نے دھتکار دیا ہے۔ خدا کی قسم !ان لوگوں میں مال کی بھی بڑی کثرت ہوگی یہاں تک کہ مال لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ پھر فرمایا تمہارے اس مذہب کے قبول کرنے میں دوسری روک یہ ہوسکتی ہے کہ ہماری تعداد کم ہے اور دشمن زیادہ تو سنو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ دین غالب آئے گا اور ایک شتر سوار عورت تنہا عرب کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بے خوف وخطر سفر کرے گی اور بیت اللہ آ کر طواف کرے گی۔ پھر فرمایا تمہارے اسلام قبول کرنے میں تیسری روک یہ ہوسکتی ہے کہ ہمارے پاس بادشاہت نہیں ۔خدا کی قسم بڑے بڑے محلات مسلمانوں کے لئے فتح کئے جائیں گے۔ اسلام کی شوکت اور فتح کا یہ زمانہ بہت قریب ہے۔ یہ مؤثر تبلیغ سن کر عدی نے اسلام قبول کرلیا۔(الحلبیہ)72

۳۔وفدِ فروہ کی آمد

فروہ قبیلے کا سردار شاہان کندہ سے بغاوت کرتے ہوئے اپنا وفد لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اسلام کے ظہور سے پہلے ان کی جنگ قبیلہ ہمدان سے ہوئی تھی جس میں انکا بہت جانی نقصان ہوا اور وہ جنگ ''یوم الردم'' یعنی ہلاکت کے دن کے طور پر مشہور ہوگئی۔رسول کریمؐ نے اس جنگ کے حوالے سے اس سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جنگ تم لوگوں کے لئے بڑی تکلیف دہ ہوئی ہوگی۔اس نے کہا کہ یارسول اللہؐ جس قوم کو ایسی ہلاکت اور مصیبت پہنچے تو تکلیف اور رنج تو ہوتا ہے۔حضورؐ نے کیا عمدہ تبصرہ فرمایا کہ اس جنگ کا ایک فائدہ بھی ہوا کہ اس واقعہ کے نتیجے میں تمہاری قوم کو اسلام قبول کرنے کی توفیق مل گئی۔رسول کریمؐ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسے اپنے قبیلہ کا امیر مقرر فرما دیا۔(الحلبیہ)[73]

۴۔وفد کندہ کی آمد

کندہ قبیلے کا ساٹھ افراد پر مشتمل وفد اپنے سردار اشعث بن قیس کی سرکردگی میں حاضر خدمت ہوا۔انہوں نے یمن کے ریشمی جبّے پہن رکھے تھے۔انہوں نے کہا سنا ہے آپؐ لعنت ملامت سے منع کرتے ہیں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا میں بادشاہ نہیں ہوں،محمدؐ ابن عبداللہ ہوں۔انہوں

نے کہا ہم آپ کا نام لیکر نہیں پکاریں گے۔آپ نے فرمایا تم ابوالقاسم کہہ لو۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ! ہم نے اپنے دل میں ایک بات رکھی ہے۔آپ بوجھ کر بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ پاک ہے یہ کام تو کاہنوں کا ہے اور کہانت کرنے والا جہنمی ہے۔انہوں نے کہا کہ پھر ہمیں کیسے پتہ لگے کہ آپ رسول ہیں۔آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور مجھ پر ایسی عظیم الشان کتاب اتاری ہے کہ جھوٹ نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں اس میں سے کچھ سُنایئے۔رسول اللہؐ نے سورۃ صافات کی تلاوت شروع کی۔جب آپ اس کی چھٹی آیت رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ تک پہنچے تو خاموش ہو گئے اور بے حس وحرکت ہوکر رک گئے آنسوؤں کی لڑی آپ کی آنکھوں سے داڑھی پر برس رہی تھی۔

وہ کہنے لگے کیا آپ اپنے بھیجنے والے کے ڈر سے روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔مجھے اسی کا خوف رلاتا ہے جس نے مجھے صراط مستقیم پر بھیجا ہے جو تلوار کی دھار کی طرح سیدھی ہے۔اگر میں اس سے بھٹک گیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔پھر حضورؐ نے اُن سے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں ہو گے؟ انہوں نے کہا ضرور ہوں گے۔ آپ نے فرمایا پھر یہ ریشمی جبے کیسے ہیں؟ چنانچہ انہوں نے وہ جبے اتار پھینکے۔ (الحلبیہ) 74

۵۔وفد ہمدان

فروہ اور ہمدان قبائل کے درمیان جنگ ہو چکی تھی۔فروہ قبیلہ نے قبول اسلام میں پہل کی تو ہمدان کو طبعاً وقتی روک پیدا ہوئی۔

رسول اللہؐ نے خالد بن ولید کو فتح مکہ کے بعد دعوت اسلام کے لئے بھجوایا۔ چھ ماہ کی کوششوں کے باوجود جب یہ اسلام نہیں لائے تو رسول اللہؐ نے بجائے حملہ کی اجازت کے حضرت علیؓ کو بھجوایا کہ انہیں دوبارہ اسلام کی دعوت دیں۔حضرت علیؓ نے جا کر دعوت اسلام دی،انہیں قرآن سنایا اور سارے قبیلہ نے اسلام قبول کرلیا۔حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں ان کے قبول اسلام کی اطلاع کی۔ رسول اللہؐ کا شوق تبلیغ ملاحظہ ہو آپؐ خط پڑھتے ہی فوراً سجدے میں گر گئے اور دو دفعہ فرمایا ہمدان قبیلے پر سلامتی ہو۔ پھر آپؐ نے اس قبیلہ کی تعریف اور حوصلہ افزائی فرمائی۔(الحلبیہ)75

۶۔وفد تجَیب

تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد اپنے ساتھ اموال زکوٰۃ بھی لے کر آیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ مال اپنے غرباء میں تقسیم کر دینا۔انہوں نے کہا کہ مقامی طور پر تقسیم کے بعد ہم بچا ہوا مال لے کر آئے ہیں۔رسول اللہؐ اس قبیلہ کی آمد پر بہت خوش تھے کہ کسی طمع سے نہیں دلی شوق سے مالی قربانی کرتے ہوئے اسلام قبول کر رہے ہیں۔آپؐ نے انہیں بڑی محبت سے اسلام کی تعلیم دی۔

جب انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا جانے کی کیا جلدی ہے کچھ دن اور قیام کریں۔ انہوں نے عرض کیا کہ واپس جا کر ہم اپنی قوم کو بھی اسلام کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے اس وفد کو بھی انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔ (الحلبیہ) 76

۷۔ وفد سعد بن ھُزیم

بنی سعد ھُزیم کا وفد نعمان کی سرکردگی میں آیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آئے تو حضور ایک جنازہ پڑھا رہے تھے جس میں ہم شامل نہیں ہوئے۔ آپؐ نے ہمارے تعارف کے بعد پوچھا تم مسلمان ہو؟ ہم نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا کہ پھر تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ میں کیوں شامل نہ ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ بیعت سے پہلے ہم نے اسے جائز نہیں سمجھا۔ آپؐ نے فرمایا جس وقت تم نے دل سے اسلام قبول کرلیا اس وقت سے مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بھی بیعت کی سعادت حاصل کی۔

اس وفد کے لوگ بیان کرتے تھے جب ہم اپنے خیموں میں آئے تو جس لڑکے کو وہاں بغرض حفاظت چھوڑ کر آئے تھے اسے حضورؐ نے بلوا بھیجا۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ ہم میں سے کم عمر اور ہمارا خادم ہے۔ آپؐ نے فرمایا قوم کا سردار بھی ان کا خادم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت دے۔ اس طرح اس خادم میں صلاحیت دیکھ کر اس کی عزت افزائی کی۔ نعمانؓ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہؐ نے اس

بچے کو ہم پر امیر مقرر کیا اور وہ ہمیں نمازیں پڑھاتا تھا۔ (الحلبیہ) 77

۸۔ وفد بلّی

قضاعہ قبیلہ کا یہ وفد حضورؐ کی خدمت میں آیا اور اسلام کا اقرار کیا۔ ان کے بوڑھے سردار نے پوچھا کہ مجھے مہمان نوازی سے شغف ہے کیا اس کا اجر ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ہر نیکی کا اجر ہے خواہ امیر سے کی جائے یا غریب سے۔ مہمان نوازی تین دن تک ہوتی ہے۔ اس وفد نے تین روز قیام کیا۔ اسلام کی تعلیمات سیکھیں اور واپس اپنے قبائل میں جا کر پیغام پہنچانے لگے۔ (الحلبیہ) 78

۹۔ وفد بنی عذرہ کی آمد

قبیلہ بنی عذرہ کا وفد یمن سے آیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ننھالی رشتہ دار ہوتے ہیں کیونکہ ہم قصی بن کلاب کے بھائی کی اولاد ہیں۔ ہمارا آپ سے رحمی رشتہ ہے۔ رسول اللہؐ نے انہیں بہت مسرت سے خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ پریشانی کی بات نہیں تم لوگ اپنے گھر کی طرح یہاں رہو۔

آنحضورؐ نے انہیں اسلام کی تعلیم دی۔ کہانت سے روکا اور فرمایا کہ کاھنوں سے غیب کی باتیں وغیرہ مت پوچھا کرو۔ اسی طرح انہیں بتوں پر قربانیاں کرنے سے بھی منع فرمایا اور وہ مسلمان ہو کر لوٹے۔ (الحلبیہ) 79

ان قبائل کی آمد اور قبول حق سے عرب میں اسلام کا نام بلند ہوا اور

رسول اللہؐ کی تبلیغی کاوشوں کے نتیجہ میں اس بت پرست جزیرہ میں توحید کی منادی برسرعام ہونے لگی۔

رسول اللہؐ کی آخری وصیت

عمر بھر حق تبلیغ ادا کرنے کے بعد نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کے آخری حج کے موقع پر اپنی انقلاب انگیز تعلیم امن کا خلاصہ بطور اعادہ اُمت کے ہزاروں نمائندوں تک پہنچایا۔ انہیں آخری وصیت بھی تبلیغ ہی کے بارے میں فرمائی کہ جو حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک یہ پیغام ضرور پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں، کیونکہ بسا اوقات ایک غیر حاضر آدمی موجود شخص سے زیادہ بات کو یاد رکھنے والا اور سمجھ کر اس پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ (بخاری) 80

پھر آپؐ نے موجود ہزاروں مسلمانوں سے یہ گواہی لی کہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا، سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ آپ نے بلا شبہ پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ تب آپ نے آسمان کی طرف انگلی کر کے خدا کو گواہ ٹھہرایا اور کہا اَللّٰھُمَّ اشْہَدْ۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ (بخاری) 81

اے ہمارے آقا! بے شک تیرا رب بھی گواہ ہے کہ تُو نے پیغام پہنچانے کا حق خوب ادا کر دیا اور آج چودہ سو سال بعد ہم تیرے اُمتی بھی گواہی دیتے ہیں کہ تو نے اس شان سے حق تبلیغ ادا کیا کہ اس کی مثال روئے زمین پر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ ط

حوالہ جات

1 بخاری کتاب الرقاق باب النهی عن المعاصی

2 مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء واعتزال النساء

3 دلائل النبوة للبیهقی جلد 2 ص162 مطبوعه بیروت

4 دلائل النبوة للبیهقی جلد2 ص164 مطبوعه بیروت

5 دلائل النبوة جلد2 ص168 دارالکتب العلمیه مطبوعه بیروت

6 بخاری کتاب فضائل القرآن باب تالیف القرآن

7 بخاری کتاب التفسیر سورة الشعراء و لهب و تفسیر ابن جریر الطبری سورة الشعراء زیر آیت و انذر عشیرتک

8 تفسیرطبری سورة الشعراء زیر آیت وانذرعشیرتک

9 حاشیه السیرة النبویه لابن هشام جلد1 ص20 مطبوعه مصر

10 دلائل النبوة بیهقی جلد2 ص27 مطبوعه بیروت

11 السیرة النبویه لابن هشام جز1 ص34 مصر،السیرة الحلبیه جلد1 ص30 بیروت

12 مسلم کتاب الجمعه باب تخفیف الصلوة و الخطبه

13 الوفاء باحوال المصطفٰی ابن جوزی ص19 بیروت

14 بخاری بنیان الکعبه باب اسلام ابی ذر

15 دلائل النبوة للبیهقی جلد5 ص36 بیروت

16 مسند احمد جلد ا ص39 مطبوعه بیروت و دلائل النبوة اللبیهقی جلد2 ص18

17 السیرة النبویه ابن هشام جلد1 ص28 مطبوعه مصر

18 السیرة النبویه لابن هشام جلد1 ص30 مطبوعه مصر

19 مسند احمد بن حنبل جلد5 ص22 مطبوعه بیروت

20 السيرة النبويه لا بن هشام جلد2ص34مطبوعه دارالمعرفه بيروت

21 ترمذی ابواب المناقب مناقب عمر

22 ابن هشام جلد1ص32تا36مطبوعه بيروت

23 السيرة النبويه لا بن هشام جز2ص31مصطفى البابى الحلبى مصر،بخارى كتاب اللباس باب العمائم

24 مسند احمد جلد3ص10مطبوعه بيروت

25 السيرة النبويه لا بن هشام جلد1ص38

26 ترمذی کتاب فضائل القرآن باب کيف کان قرأة النبی25

27 دلائل النبوه للبيهقی جلد2ص43بيروت

28 دلائل النبوه للبيهقی جلد2ص44بيروت

29 مسند احمد جلد3ص42بيروت

30 السيرة الحلبيه جلد3ص2بيروت

31 مسند احمد بن حنبل جلد5ص37بيروت

32 الطبقات الکبریٰ الابن سعد جلد1ص22بيروت

33 السيرة النبويه ابن هشام جلد2ص62تا60،السيرة الحلبيه از علامه علی بن برهان جلد1ص34

34 السيرة الحلبيه جلد1ص34مطبوعه بيروت

35 مسند احمدبن حنبل جلد4ص35مطبوعه بيروت

36 السيرة النبويه الابن هشام جلد1ص62مطبوعه مصر

37 بخاری بدء الخلق باب7

38 [illegible] Muhammad [illegible] Muir [illegible] Pg 117 [illegible] 1877

39 دلائل النبوه للبيهقی جلد2ص42بيروت

40 مسند احمد جلد3ص39بيروت

41 الوفا ء باحوال المصطفےٰ از علامه ابن جوزی ص29

42 بخاری کتاب التفسیرسورة آل عمران باب ولتسمعن من الذین اوتواالکتاب

43 بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی

44 مسند احمد جلد3ص260مطبوعه بیروت

45 السیرة الحلبیه جلد3ص168تا171

46 السیرة الحلبیه جلد3ص170مطبوعه بیروت

47 بخاری کتاب المغازی ،السیرة الحلبیه جلد3ص171 بیروت

48 بخاری کتاب المغازی ،السیرة الحلبیه جلد3ص171 بیروت

49 السیرة الحلبیه جلد3ص25بیروت

50 السیرة الحلبیه جلد2ص39 داراحیاء التراث العربی بیروت

51 بخاری کتاب الجهاد و السیر باب فضل من اسلم علی یدیه

52 بخاری کتاب المغازی باب غزوه

53 شرح زرقانی علی المواهب اللدنیه القسطلانی جلد2ص90بیروت

54 بخاری کتاب الادب باب رحمة الناس والبهائم

55 بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفة و حدیث ثمامه بن اثال

56 بخاری بنیان الکعبه باب اتیان الیهود النبیؐ

57 بخاری کتاب الجهاد باب اخراج الیهود عن جزیرة العرب

58 السیرة المحمدیه از مولوی کرامت علی دهلوی باب وفد نجران

59 دلائل النبوة للبیهقی جلد5ص382تا385بیروت

60 اسباب النزول از علامه واحدی ص61دارالفکر بیروت

61 بخاری کتاب المغازی ،تاریخ طبری جلد2

62 بخاری بدء الوحی

63 السیرة الحلبیه جلد3ص229بیروت

64 السیرة الحلبیه جلد3ص221مطبوعه بیروت

65 السیرة الحلبیه جلد3ص225بیروت

66 السیرة الحلبیه جلد3ص224بیروت

67 السیرة الحلبیه جلد3ص226بیروت

68 الوفاء باحوال المصطفیٰ از علامه ابن جوزی76مطبوعه بیروت

69 السیرة الحلبیه جلد3ص222بیروت

70 السیره الحلبیه جلد3ص229،(الوفاباحوال المصطفیٰ از علامه ابن حوزی76مطبوعه بیروت

71 بخاری کتاب العلم، باب القراء ة ولعرض علی المحدث

72 السیرة الحلبیه جلد3ص225بیروت

73 السیرة الحلبیه جلد3ص226مطبوعه بیروت

74 السیرة الحلبیه جلد3ص228مطبوعه بیروت

75 السیرة الحلبیه جلد3ص230مطبوعه بیروت

76 السیرة الحلبیه جلد3ص231بیروت

77 السیرة الحلبیه جلد3ص222مطبوعه بیروت

78 السیرة الحلبیه جلد3ص236بیروت

79 السیرة الحلبیه جلد3ص235بیروت

80 بخاری کتاب العلم باب قول النبی رب مبلغ اوعی من سامع

81 بخاری کتاب الحج باب الخطبة ایام منی